پردے کے مسائل

بیوہ عورت کا اپنے دیور یا جیٹھ سے بات کرنا کیسا؟

مجیب: مولانا عابد عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-1234

تاریخ اجراء: 14 جمادی الثانی 1445ھ / 28 دسمبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا بیوہ عورت اپنے دیور یا جیٹھ سے بات کر سکتی ہے؟ جیسے کوئی ضروری کام ہو، اسے ڈائریکٹ دیور یا جیٹھ سے بات کرنی ہو، تو بات کر سکتی ہے یا ان کی کسی محرم عورت کے ذریعے ان کو بات پہنچائی جائے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بھابھی بیوہ ہو یا اس کا شوہر زندہ ہو، بھابھی کا اپنے دیور و جیٹھ سے بلا تکلف گفتگو کرنا، ہنسی مذاق کرنا سخت ناجائز و حرام ہے۔ اگر کوئی ضروری بات ہو یا ان کو کوئی پیغام پہنچانا ہو، تو ان کی محرم عورتوں کو ذریعہ بنایا جائے، ہاں اگر خود بات کرنے کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ ہو اور ڈائریکٹ بات کرنے میں فتنے کا بھی اندیشہ نہ ہو، تو لوچ دار انداز، نرم آواز اور نزاکت والا لہجہ اپنائے بغیر انتہائی سادہ انداز میں مختصر بات کرنے کی اجازت ہے، البتہ بات کرنے کے لئے دونوں کا تنہائی اختیار کرنا، جائز نہیں۔

نامحرموں سے گفتگو کرنے سے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے نبی کی بیبیو! تم اَور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو۔ (سورۃ الاحزاب، آیت:32)

اس کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: "آیت کے اس حصے میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو ایک ادب کی تعلیم دی گئی ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی اور رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کی مخالفت کرنے سے ڈرتی ہو تو جب کسی ضرورت کی بنا پر غیر مرد سے پسِ پردہ گفتگو کرنی پڑ جائے تو اس وقت ایسا انداز اختیار

کرو جس سے لہجہ میں نزاکت نہ آنے پائے اور بات میں نرمی نہ ہو بلکہ انتہائی سادگی سے بات کی جائے اور اگر دین و اسلام کی اور نیکی کی تعلیم اور وعظ و نصیحت کی بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو بھی نرم اور نازک لہجے میں نہ ہو۔

علامہ احمد صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن امت کی مائیں ہیں اور کوئی شخص اپنی ماں کے بارے میں بری اور شہوانی سوچ رکھنے کا تصور تک نہیں کر سکتا، اس کے باوجود ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بات کرتے وقت نرم لہجہ اپنانے سے منع کیا گیا تاکہ جو لوگ منافق ہیں وہ کوئی لالچ نہ کر سکیں کیونکہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہوتا جس کی بنا پر ان کی طرف سے کسی برے لالچ کا اندیشہ تھا اس لئے نرم لہجہ اپنانے سے منع کر کے یہ ذریعہ ہی بند کر دیا گیا۔" اس سے واضح ہوا کہ جب ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کیلئے یہ حکم ہے تو بقیہ کیلئے یہ حکم کس قدر زیادہ ہو گا کہ دوسروں کیلئے تو فتنوں کے مَواقع اور زیادہ ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنی عفت اور پارسائی کی حفاظت کرنے والی خواتین کی شان کے لائق یہی ہے کہ جب انہیں کسی ضرورت، مجبوری اور حاجت کی وجہ سے کسی غیر مرد کے ساتھ بات کرنی پڑ جائے تو ان کے لہجے میں نزاکت نہ ہو اور آواز میں بھی نرمی اور لچک نہ ہو بلکہ ان کے لہجے میں اَجنبیت ہو اور آواز میں بیگانگی ظاہر ہو، تاکہ سامنے والا کوئی بُرا لالچ نہ کر سکے اور اس کے دل میں شہوت پیدا نہ ہو اور جب سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے زیرِ سایہ زندگی گزارنے والی امت کی ماؤں اور عفت و عصمت کی سب سے زیادہ محافظ مقدس خواتین کو یہ حکم ہے کہ وہ نازک لہجے اور نرم انداز سے بات نہ کریں تاکہ شہوت پرستوں کو لالچ کا کوئی موقع نہ ملے تو دیگر عورتوں کے لئے جو حکم ہو گا اس کا اندازہ ہر عقل مند انسان آسانی کے ساتھ لگا سکتا ہے۔" (تفسیر صراط الجنان، جلد 8، صفحہ 16-17، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

صحیح بخاری شریف اور دیگر کتبِ احادیث میں قریبی نامحرم سے پردے کی تاکید کچھ یوں مذکور ہے: "والنظم للاول "عن عقبة بن عامر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال "إياكم والدخول على النساء" فقال رجل من الأنصار يا رسول الله أفرأيت الحمو؟ قال "الحمو الموت"۔" یعنی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیور کے متعلق ارشاد فرمائیے تو فرمایا: دیور تو موت ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل الخ، جلد 05، صفحہ 2005، دار ابن کثیر، بیروت)

مذکورہ بالا حدیث کے متعلق مراۃ المناجیح میں ہے: ”یعنی بھاوج کا دیور سے بے پردہ ہونا موت کی طرح باعث ہلاکت ہے۔ **یہاں مرقات نے فرمایا کہ حمو سے مراد صرف دیور یعنی خاوند کا بھائی ہی نہیں بلکہ خاوند کے تمام وہ قرابت دار مراد ہیں جن سے نکاح درست ہے** جیسے خاوند کا چچا ماموں پھوپھا وغیرہ۔ اسی طرح بیوی کی بہن یعنی سالی اور اس کی بھتیجی بھانجی وغیرہ سب کا یہ ہی حکم ہے۔ خیال رہے کہ **دیور کو موت اس لیے فرمایا کہ عادتاً بھاوج دیور سے پردہ نہیں کرتیں بلکہ اس سے دل لگی، مذاق بھی کرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ اجنبیہ غیر محرم سے مذاق دل لگی کسی قدر فتنہ کا باعث ہے۔ اب بھی زیادہ فتنے دیور بھاوج اور سالی بہنوئی میں دیکھے جاتے ہیں۔**“ (مرآۃ المناجیح، جلد 05، صفحہ 14، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

اجنبی کے مقابلے میں نامحرم رشتہ داروں سے پردے کی تاکید بیان کرتے ہوئے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”جیٹھ، دیور، بہنوئی، پھپا، خالو، چچازاد، ماموں زاد، پھپی زاد، خالہ زاد بھائی سب لوگ عورت کے لئے محض اجنبی ہیں، بلکہ **ان کا ضرر نرے بیگانے شخص کے ضرر سے زائد ہے کہ محض غیر آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈرے گا، اور یہ آپس کے میل جول کے باعث خوف نہیں رکھتے۔ عورت نرے اجنبی شخص سے دفعۃً میل نہیں کھاسکتی، اور ان سے لحاظ ٹوٹا ہوتا ہے۔** لہٰذا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر عورتوں کے پاس جانے کو منع فرمایا، ایک صحابی انصاری نے عرض کی: یا رسول اللہ! جیٹھ دیور کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا: الحموا الموت، رواہ الحمد والبخاری عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ **جیٹھ دیور تو موت ہیں۔**“ (فتاوی رضویہ، جلد 22، صفحہ 217، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عورت کو مرد کے ساتھ بقدرِ ضرورت گفتگو کی اجازت ہے، نہ کہ بے تکلفی کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے کی۔ چنانچہ علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”نجیز الکلام مع النّساء للأجانب ومحاورتھنّ عند الحاجۃ إلی ذلك، ولا نجیز لھنّ رفع أصواتھنّ ولا تمطیطھا ولا تلیینھا وتقطیعھا لما في ذلك من استمالۃ الرّجال إلیھنّ وَتحریك الشَھوَات منھم ومن ھذا لم تجز ان تؤذن المراۃ“ ترجمہ: ہم وقت ضرورت اجنبی عورتوں سے کلام کو جائز سمجھتے ہیں، البتہ یہ جائز قرار نہیں دیتے کہ وہ اپنی آوازیں بلند کریں، گفتگو کو بڑھائیں، نرم لہجہ رکھیں یا مبالغہ کریں، کیونکہ اس طرح تو مردوں کو اپنی طرف مائل کرنا ہے اور ان کی شہوات کو ابھارنا ہے، اِسی وجہ سے **تو عورت کا اذان دینا جائز نہیں۔** (ردالمحتار علی الدر المختار، جلد 2، صفحہ 97، مطبوعہ کوئٹہ)

اندیشہ فتنہ وخلوت نہ ہونے کی صورت میں نامحرم رشتہ دار سے بضرورت بات کرنے کی اجازت سے متعلق اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "(عورت) تمام محارم اور حاجت ہو اور اندیشہ فتنہ نہ ہو، نہ خلوت ہو تو پردہ کے اندر سے بعض نامحرم سے بھی (گفتگو کر سکتی ہے)۔" (فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ243، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

پروفائل پر فحش تصویر لگانے کا حکم

مجیب: مولانا محمد سجاد عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-2532

تاریخ اجراء: 24 شعبان المعظم 1445ھ / 06 مارچ 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

لڑکی کا واٹس ایپ اور فیس بک پروفائل پر فحش تصویر لگانا کیسا؟ مثلاً کسی عورت کی ایسی تصویر، جس میں بال کھلے ہوں، سینے کا کچھ حصہ ظاہر ہو رہا ہو، اور فٹنگ والی شرٹ پہن رکھی ہو، مگر پروفائل لگاتے وقت آنکھیں چھپا دی جائیں اور بقیہ چہرہ شو ہو رہا ہو۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

ایسی پروفائل لگانا سخت ناجائز و حرام ہے، کسی لڑکی کا یہ عمل بنیادی طور پہ دو گناہوں کا مجموعہ ہے: ایک بے پردگی کا گناہ اور دوسرا اشاعتِ فاحشہ (بے حیائی کی بات پھیلانے) کا گناہ۔ اور یہ دونوں گناہ بہت خطرناک اور مہلک (ہلاک کرنے والے) ہیں، باقی اسٹیکر وغیرہ لگا کر آنکھیں چھپا دینے سے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہو گی اور نہ ہی اس سے یہ پروفائل جائز ہو سکے گی، بہر صورت ممانعت باقی رہے گی۔

نوٹ: بے حیائی پر مشتمل کسی بات یا کام کی تشہیر کرنا اشاعتِ فاحشہ کہلاتا ہے۔

چنانچہ رب تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے: "﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ(۱۹)﴾ ترجمہ: وہ لوگ جو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (القرآن الکریم، پارہ 18 سورہ نور، آیت 19)

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: "اس آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ جو یہ ارادہ کرتے اور چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ دنیا کے

عذاب سے مراد حد قائم کرنا ہے، اور آخرت کے عذاب سے مراد یہ ہے کہ اگر توبہ کئے بغیر مر گئے تو آخرت میں دوزخ ہے۔ مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے راز اور باطن کے احوال جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اشاعت سے مراد تشہیر کرنا اور ظاہر کرنا ہے جبکہ فاحشہ سے وہ تمام اَقوال اور اَفعال مراد ہیں جن کی قباحت بہت زیادہ ہے اور یہاں آیت میں اصل مراد زِنا ہے البتہ یہ یاد رہے کہ اشاعتِ فاحشہ کے اصل معنیٰ میں بہت وسعت ہے چنانچہ اشاعتِ فاحشہ میں جو چیزیں داخل ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

(1) کسی پر لگائے گئے بہتان کی اشاعت کرنا۔۔() فحش تصاویر اور وڈیوز بنانا، بیچنا اور انہیں دیکھنے کے ذرائع مہیا کرنا() ایسے اشتہارات اور سائن بورڈ وغیرہ بنانا اور بنوا کر لگانا، لگوانا جن میں جاذِبیت اور کشش پیدا کرنے کے لئے جنسی عُریانِیَّت کا سہارا لیا گیا ہو() حیا سوز مناظر پر مشتمل فلمیں اور ڈرامے بنانا، ان کی تشہیر کرنا اور انہیں دیکھنے کی ترغیب دینا() فیشن شو کے نام پر عورت اور حیا سے عاری لباسوں کی نمائش کر کے بے حیائی پھیلانا۔" (تفسیر صراط الجنان، جلد06، صفحہ602، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

پردے کے متعلق، اسی تفسیر صراط الجنان میں ہے: ”عورت کا تمام بدن عورت یعنی چھپانے کی چیز ہے۔ شوہر اور مَحرم کے سوا کسی اور کے لئے اس کے کسی حصہ کو بے ضرورت دیکھنا جائز نہیں اور علاج وغیرہ کی ضرورت سے بقدرِ ضرورت جائز ہے۔“ (تفسیر صراط الجنان، جلد06، صفحہ620، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

جنت کی خوشبو نہ پانے کا کیا مطلب ہے؟

مجیب: عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ

فتوی نمبر: WAT-1432

تاریخ اجراء: 06 شعبان المعظم 1444ھ/27 فروری 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کچھ گناہ ایسے ہیں کہ جن کے متعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے مرتکب کو جنت کی خوشبو بھی نہ آئے گی، کیا وہ گناہ کرنے والا کافر ہو جاتا ہے؟ ان احادیث کا کیا مطلب ہو گا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اہلسنت کے عقیدے کے مطابق کفر و شرک کے علاوہ اگرچہ کوئی کتنا بڑا گناہ کر لے، اس کی وجہ سے وہ اسلام سے نہیں نکلتا، البتہ اگر کسی گناہ کو حلال سمجھتا ہو، تو بعض صورتوں میں کفر کا حکم ہو سکتا ہے۔

اور جہاں تک ان احادیث مبارکہ کا معاملہ ہے کہ جن میں کسی خاص گناہ کے ارتکاب پر فرمایا گیا کہ اس کے مرتکب کو جنت کی خوشبو بھی نہ آئے گی، تو اس کے معانی کو بیان کرنے میں علمائے کرام نے جو کچھ بیان فرمایا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"وہ بندہ ابتداءً جنت میں نہیں جائے گا بلکہ اپنے گناہ کا عذاب پورا ہونے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفاعت کے بعد جنت میں جائے گا۔ اور ایک شرح یہ بھی کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے جنت پہنچ بھی گیا، تو کماحقہ جنت کی خوشبو نہ پاسکے گا۔ لیکن پہلی شرح قوی ہے۔"

مشکوۃ شریف میں ہے "روایت ہے حضرت ثوبان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت اپنے خاوند سے بلاضرورت طلاق مانگے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔"

اس حدیث پاک کے تحت مراۃ المناجیح میں ہے "یعنی ایسی عورت کا جنت میں جانا تو کیا ہی ہو گا وہاں کی خوشبو بھی نہ پائے گی اس سے مراد ہے اولی داخلہ ورنہ آخر کار سارے مؤمن جنت میں پہنچیں گے اگرچہ کیسے ہی گنہگار ہوں لہذا یہ حدیث شفاعت کے خلاف نہیں، بعض شارحین نے فرمایا کہ ایسی عورت جنت میں پہنچ کر بھی وہاں کی خوشبو سے محروم

رہے گی جیسے یہاں نزلہ وزکام والا آدمی پھول ناک پر رکھ کر بھی خوشبو نہیں پاتا۔(مرقات) مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔" (مراۃ المناجیح، ج5، ص126، قادری پبلشرز، لاہور)

مراۃ المناجیح میں ہی ایک دوسرے مقام پر ایک حدیث پاک کی شرح میں ہے" "یعنی اگرچہ وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ سے جنت پہنچ تو جائے گا مگر وہاں کی مہک وخوشبو کماحقہ نہ سونگھ سکے گا اس کو اس جرم میں گویا زکام کرادیا جائے گا۔(مرقات) یا اولاً جنت میں نہ جائے گا اگرچہ آخر میں پہنچ جائے۔" (مراۃ المناجیح، ج5، ص234، قادری پبلشرز، لاہور)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

خاتون کا غیر محارم کے ساتھ ٹور (Tour) پر جانا

مجیب: مولانا محمد کفیل رضا عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-1358

تاریخ اجراء: 25 جمادی الثانی 1445ھ / 08 جنوری 2024ء

دار الافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

خاتون اگر محرم کے بغیر گروپ کے ساتھ (جس میں اجنبی مرد بھی ہوں) ٹور پر جائے اور شوہر منع بھی کرے، لیکن بامر مجبوری اجازت دینی پڑے، تو کیا اس سے نکاح پر کوئی اثر پڑے گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کے لئے شرعی مسافت یعنی تین دن کی راہ (تقریباً 92 کلو میٹر) کا سفر بغیر محرم / شوہر کے کرنا، ناجائز و گناہ ہے، بلکہ علماء خوفِ فتنہ کے پیشِ نظر احتیاطاً عورت کے لئے ایک دن کی راہ (تقریباً 30 کلو میٹر) بھی بغیر محرم یا شوہر طے کرنے سے منع فرماتے ہیں، لہٰذا پوچھی گئی صورت کے مطابق عورت کے لئے ٹور پر جانے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، اگرچہ شرعی مسافت نہ بھی ہو، کیونکہ شرکا میں جب نامحرم مرد ہوں اور آپس میں اختلاط ہو، تو وقوعِ فتنہ میں کوئی شبہ نہیں ہے، لہٰذا اس پر شرعاً لازم ہے کہ ٹور پر جانے سے بچے اور شوہر کی فرمانبرداری کرے، اگر جائے گی، تو گنہگار اور عذابِ نار کی حق دار ہوگی اور اس کے لئے ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ نیز شوہر کو بھی اسے نامحرم مردوں کے ساتھ ٹور پر جانے کی اجازت دینا شرعاً جائز نہیں، اگر اجازت دے گا، تو یہ بھی گنہگار اور عذاب نار کا حق دار ہوگا۔ تاہم اگر چلی گئی، تو اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

قرآن مجید فرقانِ حمید میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا(۳۴)“ ترجمہ کنز العرفان: مرد عورتوں پر نگہبان ہیں اس وجہ سے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس وجہ سے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو نیک عورتیں (شوہروں

کی) اطاعت کرنے والی (اور) ان کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت و توفیق سے حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور (نہ سمجھنے کی صورت میں) ان سے اپنے بستر الگ کرلو اور (پھر نہ سمجھنے پر) انہیں مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرلیں تو (اب) ان پر (زیادتی کرنے کا) راستہ تلاش نہ کرو۔ **بیشک اللہ بہت بلند، بہت بڑا ہے۔** (القرآن، سورۃ النساء، آیت:34)

اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: ''عورت کی ضروریات، اس کی حفاظت، اسے ادب سکھانے اور دیگر کئی امور میں مرد کو عورت پر تسلط حاصل ہے گویا کہ عورت رعایا اور مرد بادشاہ، اس لئے **عورت پر مرد کی اطاعت لازم ہے،** اس سے ایک بات یہ واضح ہوئی کہ میاں بیوی کے حقوق ایک جیسے نہیں بلکہ مرد کے حقوق عورت سے زیادہ ہیں اور ایسا ہونا عورت کے ساتھ ناانصافی یا ظلم نہیں بلکہ عین انصاف اور حکمت کے تقاضے کے مطابق ہے۔'' (تفسیر صراط الجنان، سورۃ النساء، تحت آیت:34)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ''عورت اگرچہ عفیفہ (یعنی پاکدامن) یا ضعیفہ (یعنی بوڑھی) ہو، اسے بے شوہر یا محرم سفر کو جانا، حرام ہے، اگر چلی جائے گی، گنہگار ہوگی، ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔'' (فتاویٰ رضویہ، جلد10، صفحہ706، 707، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رضاعی خالہ زاد بہن سے پردہ ہوگا یا نہیں؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13034

تاریخ اجراء: 24 ربیع الاول 1445ھ / 11 اکتوبر 2023ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جمیلہ اور بکر دونوں میاں بیوی ہیں اور بے اولاد تھے، ان دونوں نے زید کو گود لیا۔ زید کو جمیلہ کی بہن نے دودھ پلا کر رضاعت کا رشتہ قائم کیا۔ کچھ سالوں کے بعد جمیلہ اور بکر کی اپنی بیٹی زینب بھی پیدا ہو گئی۔ آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ بالغ ہونے کے بعد زید اور زینب کے درمیان پردے کا کیا معاملہ ہو گا؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں زید اور زینب کے درمیان پردہ فرض ہے۔

تفصیل اس مسئلے کی یہ ہے کہ زینب اور زید دودھ کے رشتے کے اعتبار سے آپس میں خالہ زاد بھائی بہن ہیں، وہ اس طرح کہ زید زینب کی سگی خالہ کا رضاعی بیٹا ہے اور زینب زید کی رضاعی خالہ کی سگی بیٹی ہے، اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں رضاعت سے فقط وہی رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہوں، جو رشتے نسب سے حرام نہ ہوں وہ رضاعت سے بھی حرام نہیں ہوتے، لہذا جس طرح نسبی خالہ زاد بہن بھائی نامحرم ہوتے ہیں اور ان کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے، ان کے درمیان پردہ فرض ہوتا ہے، اسی طرح دودھ کے رشتے سے خالہ زاد بھائی بہن بھی نامحرم ہیں، ان کے درمیان بھی پردہ فرض ہے۔ لہذا صورتِ مسئولہ میں زینب اور زید آپس میں نامحرم ہیں، ان کے مابین بلاشبہ پردہ فرض ہے۔

جو رشتے نسب سے حرام ہیں رضاعت سے بھی حرام ہیں۔ جیسا کہ بخاری شریف میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب" ترجمہ: جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں وہ رضاعت (دودھ

کے رشتے کی وجہ) سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ (بخاری، کتاب الشہادات، باب الشہادۃ علی الخ، ج 1، ص 360، مطبوعہ کراچی)

مر آۃ المناجیح میں اس حوالے سے مذکور ہے: ”دودھ پینے والے بچے پر دائی کے تمام وہ اہل قرابت حرام ہیں جو اپنے نسب سے حرام ہوتے ہیں دائی کا خاوند بیٹا، دیور، جیٹھ، بھائی وغیرہ۔“ (مرآۃ المناجیح، ج 05، ص 48، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے: ”(فیحرم منہ) ای: بسببہ (ما یحرم من النسب)“ یعنی رضاعت کے سبب وہی رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب کی بنا پر حرام ہیں۔

(ما یحرم من النسب) کے تحت رد المحتار میں ہے: ”معناہ ان الحرمۃ بسبب الرضاع معتبرۃ بحرمۃ النسب۔“ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ رضاعت کے سبب جو حرمت ہے اُس میں نسب کی حرمت کا اعتبار ہے۔ (الدر المختار مع الرد المحتار، کتاب النکاح، ج 04، ص 393، مطبوعہ کوئٹہ)

بہارِ شریعت میں ہے: ”جو نسب میں حرام ہے رضاع میں بھی حرام۔“ (بہار شریعت، ج 02، ص 38، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

خالہ زاد بہن محارم عورتوں میں شامل نہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے: ”تحل بنات العمات والاعمام والخالات والاخوال“ یعنی پھوپھی، چچا، خالہ اور ماموں کی بیٹیوں سے نکاح حلال ہے۔ (ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب النکاح، ج 04، ص 107، مطبوعہ کوئٹہ)

یاد رہے کہ اسلام میں پردے کی سخت تاکید بیان ہوئی ہے، نامحرموں سے پردہ کرنا عورت پر مطلقاً واجب ہے، بلکہ اجنبی نامحرم کے مقابلے میں نامحرم رشتہ دار سے پردہ کرنے کی تاکید تو اور بھی زیادہ ہے۔

پردے کے حوالے سے تاکید بیان کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (۵۹)“ ترجمہ کنزالایمان: ”اے نبی! اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں، یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ (القرآن الکریم: پارہ 22، سورۃ الاحزاب، آیت 59)

عورت کا نامحرموں سے پردہ کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: "**جو محرم نہیں وہ اجنبی ہے، اس سے پردہ کا ویسا ہی حکم ہے جیسے اجنبی سے**، خواہ فی الحال اس سے نکاح ہو سکتا ہو یا نہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج11، ص415، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک دوسرے مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "**ضابطہ کلیہ ہے کہ نامحرموں سے پردہ مطلقاً واجب**؛ اور محارم نسبی سے پردہ نہ کرنا واجب، اگر کریگی گنہگار ہو گی؛ اور محارم غیر نسبی مثل علاقہ مصاہرت و رضاعت، ان سے پردہ کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز۔ مصلحت و حالت پر لحاظ ہو گا۔" (فتاوی رضویہ، ج22، ص240، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اجنبی کے مقابلے میں نامحرم رشتہ داروں سے پردے کی تاکید بیان کرتے ہوئے سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "جیٹھ، دیور، بہنوئی، پھپا، خالو، چچازاد، ماموں زاد پھپھی زاد، **خالہ زاد بھائی، یہ سب لوگ عورت کے لئے محض اجنبی ہیں، بلکہ ان کا ضرر نرے بیگانے شخص کے ضرر سے زائد ہے کہ محض غیر آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈرے گا، اور یہ آپس کے میل جول کے باعث خوف نہیں رکھتے۔ عورت نرے اجنبی شخص سے دفعۃً میل نہیں کھا سکتی، اور ان سے لحاظ ٹوٹا ہوتا ہے**۔ لہذا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر عورتوں کے پاس جانے کو منع فرمایا، ایک صحابی انصاری نے عرض کی: یارسول اللہ! جیٹھ دیور کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا: الحمو الموت، رواہ احمد والبخاری عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ **جیٹھ دیور تو موت ہیں**۔" (فتاوی رضویہ، ج22، ص217، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ سے سوال ہوا: "کیا اپنی بھابھی، خالہ زاد بہن، پھوپھی زاد بہن، اور چچازاد بہن سے بے پردہ بات چیت کرنا اور ان سے ملنا جائز ہے یا نہیں؟" آپ علیہ الرحمہ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "**یہ عورتیں محارم میں سے نہیں ہیں**۔" (فتاوی بحر العلوم، ج05، ص244-243، شبیر برادرز، لاہور)

عورت کا غیر محرم کے سامنے بے پردہ جانا مطلقاً حرام ہے۔ جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے: "بے پردہ بایں معنیٰ کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے، ان میں سے کچھ کھلا ہو، جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز، تو اس طور پر تو **عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے خواہ وہ پیر ہو یا عالم ہو یا عامی جوان ہو یا بوڑھا**۔" (فتاوی رضویہ، ج22، ص240-239، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مردوں کو اجنبی عورتوں کے پاس جانے کی ممانعت کے متعلق حدیث پاک میں ہے:"عن عقبة بن عامر، أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: ایاکم والدخول علی النساء "ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ (شعب الایمان، تحریم الفروج، ج07، ص309، مطبوعہ ریاض)

مرد کے اجنبی عورت کو دیکھنے کے متعلق ہدایہ میں مذکور ہے:"ولا یجوز ان ینظر الرجل الی الاجنبیة "ترجمہ: مرد کا اجنبی عورت کی طرف دیکھنا جائز نہیں۔ (الھدایہ، کتاب الکراھیة، فصل فی الوطء والنظر والمس، ج04، ص368، دار احیاء التراث العربي، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

سالی کا بہنوئی سے میل جول رکھنا کیسا؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-12500

تاریخ اجراء: 30ربیع الاول1444ھ/27اکتوبر2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بالغہ عورت اپنے بہنوئی کو بھائی سمجھ کر ان سے بات چیت کر سکتی ہے، ان سے ہاتھ ملا سکتی ہے، ان کے سامنے بے پردہ آسکتی ہے، جبکہ بہنوئی عمر میں بڑا ہو اور اس کی نیت بھی صاف ہو؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بہنوئی نامحرم ہے، خواہ وہ عمر میں بڑا ہو یا چھوٹا، بہر صورت بالغہ یا قریب البلوغ عورت کا اپنے بہنوئی سے پردہ ہے۔ لہذا عورت کا اپنے بہنوئی کو بھائی سمجھ کر پردے کی قیودات سے اپنے آپ کو آزاد سمجھنا، بے تکلفی کرنا، ہاتھ ملانا، اجنبی کے لئے جو حصہ ستر ہے مثلا بال گردن کلائی وغیرہ ظاہر ہوتے ہوئے اس کے سامنے آنا سخت ناجائز و حرام ہے بلکہ جوان عورت کا اجنبی مرد سے چہرے کا پردہ بھی لازم ہے۔

چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ ''**اپنی حقیقی ہمشیرہ کے شوہر سے عورت کو پردہ کرنا فرض ہے یا نہیں؟**'' آپ علیہ الرحمہ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ''**بہنوئی کا حکم شرع میں بالکل مثل حکم اجنبی ہے بلکہ اس سے بھی زائد کہ وہ جس بے تکلفی سے آمد و رفت، نشست و برخاست کر سکتا ہے غیر شخص کی اتنی ہمت نہیں ہو سکتی** لہذا صحیح حدیث میں ہے: قالوا یا رسول اللہ ارأیت الحمو قال الحمو الموت صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! جیٹھ، دیور، اور ان کے مثل رشتہ داران شوہر کا کیا حکم ہے۔ فرمایا یہ تو موت ہیں۔'' (فتاوی رضویہ، ج17، ص237، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ملخصاً)

پردے کے حوالے سے تاکید بیان کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّؕ-ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا(۵۹)'' ترجمہ

کنزالایمان: ”اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“(القرآن الکریم، پارہ22، سورۃ الاحزاب، آیت:59)

صحیح بخاری شریف اور دیگر کتبِ احادیث میں قریبی نامحرم سے پردے کی تاکید کچھ یوں مذکور ہے: ”والنظم للاول ”عن عقبة بن عامر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال "إياكم والدخول على النساء" فقال رجل من الأنصار يا رسول الله أفرأيت الحمو؟ قال "الحمو الموت"۔“یعنی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کی یار سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیور کے متعلق ارشاد فرمایئے تو فرمایا: دیور تو موت ہے۔(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل۔۔۔الخ، ج 05، ص 2005، دار ابن کثیر، بیروت)

مذکورہ بالا حدیث کے متعلق مراۃ المناجیح میں ہے: ”یعنی بھاوج کا دیور سے بے پردہ ہونا موت کی طرح باعث ہلاکت ہے۔ **یہاں مرقات نے فرمایا کہ حمو سے مراد صرف دیور یعنی خاوند کا بھائی ہی نہیں بلکہ خاوند کے تمام وہ قرابت دار مراد ہیں جن سے نکاح درست ہے** جیسے خاوند کا چچا ماموں پھوپھا وغیرہ۔ اسی طرح بیوی کی بہن یعنی سالی اور اس کی بھتیجی بھانجی وغیرہ سب کا یہ ہی حکم ہے۔ خیال رہے کہ **دیور کو موت اس لیے فرمایا کہ عادتاً بھاوج دیور سے پردہ نہیں کرتیں بلکہ اس سے دل لگی، مذاق بھی کرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ اجنبیہ غیر محرم سے مذاق دل لگی کسی قدر فتنہ کا باعث ہے۔ اب بھی زیادہ فتنہ دیور بھاوج اور سالی بہنوئی میں دیکھے جاتے ہیں۔**“(مرآۃ المناجیح، ج 05، ص 14، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا پازیب یا گھنگرو پہننا کیسا ہے؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر:43

تاریخ اجراء: 04ذوالحجۃالحرام1442ھ15جولائی2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ عورت کا پاؤں میں پازیب یا گھنگرو پہننا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پازیب پاؤں میں پہنے جانے والے گھنگرو سے خالی یا چھوٹے چھوٹے گھنگروؤں پر مشتمل زیور کو کہتے ہیں، جبکہ **گھنگرو** ویسے تو تقریباً مٹر کے برابر دھات سے بنے ہوئے ایسے خول کو کہتے ہیں، جس میں دھات کا دانہ ہوتا ہے، جو ہلنے سے بجتا ہے، البتہ پاؤں میں پہننے کے لئے کئی گھنگروؤں کو دھاگے یا چمڑے وغیرہ پر فٹ کر دیا جاتا ہے، انہیں بھی "گھنگرو" کہتے ہیں اور ان کے پہننے کا مقصد آواز کا حصول ہوتا ہے اور انہیں عموماً ناچنے گانے والے استعمال کرتے ہیں۔(ماخوذ از اردو لغت و فیروز اللغات، وغیرہ)

اس تفصیل کے بعد **پازیب** کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر عورت پازیب پہن کر شوہر اور محارم کے علاوہ کسی غیر مرد کے سامنے ظاہر کرے یا اس طرح استعمال کرے کہ ان کی جھنکار (آواز) غیر مرد تک پہنچے، تو یہ ناجائز و حرام اور گناہ ہے۔ عورت کے لئے اپنے مواضعِ زینت کسی اجنبی مرد کے سامنے ظاہر کرنا، یونہی زیور کی آواز غیر تک پہنچانا حرام ہے۔ ہاں شوہر یا محارم کے سامنے پازیب پہن سکتی ہے، لیکن جائز جگہ پازیب پہننے میں بھی ضروری ہے کہ ایسا پازیب نہ ہو جو فاسقہ عورتوں سے مشابہت پیدا کر دے۔

اور رہا فقط **گھنگرو پہننے کا معاملہ**، تو ایسے گھنگرو جو عام طور پر ناچ گانے والے ہی پہنتے ہوں اور وہ فاسقات کی پہچان ہوں، تو ان سے مشابہت کی وجہ سے عورت کا ایسے گھنگرو پہننا بالکل ناجائز ہے، خواہ اپنے شوہر یا محارم کے سامنے ہی پہنے۔

عورت کا بجنے والا زیور پہن کر غیر محرم کے سامنے ظاہر کرنا یا اس طرح استعمال کرنا کہ آواز ان تک پہنچے، یہ ناجائز ہے۔ اللہ عزوجل قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن﴾ ترجمہ: اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار۔" (پارہ 18، سورۃ النور، آیت 31)

اس آیت کے تحت تفسیرِ صراط الجنان میں ہے: "یعنی عورتیں چلنے پھرنے میں پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں کہ ان کے زیور کی جھنکار نہ سنی جائے، اسی لئے چاہئے کہ عورتیں بجنے والے جھانجھن نہ پہنیں"۔ (تفسیرِ صراط الجنان، جلد 6، صفحہ 623، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اور ایسی عورت کے متعلق متعدد وعیدات ہیں۔ چنانچہ کنز العمال میں ہے: "ان اللہ تعالی یبغض صوت الخلخال کما یبغض الغناء ویعاقب صاحبہ کما یعاقب الزامر ولا تلبس خلخالا ذات صوت الا ملعونۃ" ترجمہ: اللہ عزوجل پازیب کی آواز کو ایسے ہی ناپسند فرماتا ہے، جیسے گانے کی آواز کو ناپسند فرماتا ہے اور اس کے پہننے والی کا حشر ویسا ہی کرے گا جیسا کہ مزامیر والوں کا ہوگا اور آواز والی پازیب تو صرف ملعونہ عورت پہنتی ہے"۔ (کنز العمال، جلد 16، صفحہ 393، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

تفسیراتِ احمدیہ میں ہے: "قد قال علیہ السلام: ان اللہ لا یستجیب دعاء قوم یلبسون الخلخال نساءھم" ترجمہ: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس قوم کی دعا قبول نہیں فرماتا، جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں۔ (تفسیراتِ احمدیہ، صفحہ 565، مطبوعہ کراچی)

گھنگرو پہننے کے متعلق سنن ابی داؤد میں ہے: "ان مولاۃ لھم ذھبت بابنۃ الزبیر الی عمر بن الخطاب وفي رجلھا اجراس، فقطعھا عمر، ثم قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ان مع کل جرس شیطانا" ترجمہ: ایک لونڈی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لائی، اس کے پاؤں میں گھنگرو تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کاٹ دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر گھنگرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے"۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الخاتم، باب ما جاء فی الجلاجل، جلد 2، صفحہ 229، مطبوعہ لاہور)

مسند امام احمد میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الجرس مزمار الشیطان" ترجمہ: گھنگرو شیطان کا باجا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، جلد 14، صفحہ 338، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ)

عورت کے لئے اجنبی کے سامنے اپنا سنگھار ظاہر کرنا حرام ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او اٰبآئھن او اٰبآء بعولتھن او ابنآئھن او ابنآء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخوٰتھن ۔۔الخ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے۔۔الخ"۔ (پارہ 18، سورۃ النور، آیت 31)

سننِ ابوداؤد میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس خصلتیں ناپسند فرماتے تھے، ان میں سے ایک خصلت "التبرج بالزینۃ لغیر محلھا" یعنی اپنی زینت غیر محل پر ظاہر کرنا" بھی ہے۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الخاتم، جلد 4، صفحہ 89، مطبوعہ بیروت)

اس کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "**یعنی عورت کا اپنی زینت نامحرم مردوں پر ظاہر کرنا حرام ہے۔**" (مراۃ المناجیح، جلد 6، صفحہ 134، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "عورت اگر نامحرم کے سامنے اس طرح آئے کہ اُس کے بال، گلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی **یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو** یا لباس ایسا باریک ہو کہ ان چیزوں سے کوئی حصہ اُس میں سے چمکے، **تو یہ بالاجماع حرام** اور ایسی وضع ولباس کی عادی عورتیں فاسقات ہیں اور ان کے شوہر اگر اس پر راضی ہوں یا حسبِ مقدور بندوبست نہ کریں، تو دیوث ہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج 6، صفحہ 509 تا 510، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

آواز والا زیور عورت کب پہن سکتی ہے، اس کے متعلق فتاوی رضویہ میں ہے: " بجنے والا زیور عورت کے لئے اس حالت میں جائز ہے کہ نامحرموں مثلاً خالہ ماموں چچا پھوپھی کے بیٹوں، جیٹھ، دیور، بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو، نہ اس کے زیور کی جھنکار نامحرم تک پہنچے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن ۔۔ الاٰیۃ﴾ ترجمہ: "عورتیں اپنا سنگار شوہر یا محرم کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں"۔ اور فرماتا ہے: ﴿ولا یضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن﴾ ترجمہ: عورتیں پاؤں دھمک کر نہ رکھے کہ ان کا چھپا ہوا سنگار ظاہر ہو۔"

فائدہ: یہ آیہ کریمہ جس طرح نامحرم کو گہنے کی آواز پہنچنا منع فرماتی ہے، یونہی جب آواز نہ پہنچے، اس کا پہننا عورتوں کے لئے جائز بتاتی ہے، کہ دھمک کر پاؤں رکھنے کو منع فرمایا، نہ کہ پہننے کو۔" (فتاوی رضویہ، جلد 22، صفحہ 128، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

فساق وفجار سے مشابہت کے متعلق اسی میں ہے: "(لباس وغیرہ کوئی چیز پہننے میں دیگر امور کے ساتھ) یہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ عورتوں یا بد وضع آوارہ فاسقوں کی مشابہت نہ پیدا ہو، مثلاً مرد کو چولی دامن میں گوٹا پٹھا، ٹانکنا مکروہ ہوگا، اگر

چہ چار انگلی سے زیادہ نہ ہو کہ وضع خاص فساق بلکہ زنانوں کی ہے۔ علماء فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص فاسقانہ وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے (جیسے ہمارے زمانے میں نیچری وردی)، تو درزی اور موچی کو ان کا سینا مکروہ ہے، کہ یہ معصیت پر اعانت ہے، اس سے ثابت ہوا کہ فاسقانہ تراش کے کپڑے یا جوتے پہننا گناہ ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ137، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

ایک اور مقام پر فرمایا: "جو بات کفار یا بد مذہباں اشرار یا فساق فجار کا شعار ہو، بغیر کسی حاجتِ صحیحہ شرعیہ کے برغبت نفس اس کا اختیار ممنوع وناجائز وگناہ ہے، اگرچہ وہ ایک ہی چیز ہو کہ اس سے اس وجہ خاص میں ضرور ان سے تشبہ ہوگا، اسی قدر منع کو کافی ہے، اگرچہ دیگر وجوہ سے تشبہ نہ ہو۔" (فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ535تا536، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا پینٹ شرٹ پہننا کیسا ہے؟

مجیب: ابو حمزہ محمد حسان عطاری

مصدق: مفتی فضیل رضا عطاری

فتوی نمبر: 10

تاریخ اجراء: 10 ربیع الاول 1432ھ/14 فروری 2011ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ لڑکیاں پینٹ شرٹ پہن سکتی ہیں؟ بالکل جسم کے ساتھ ملی ہوئی اور دوسری وہ پینٹ شرٹ جو کھلی کھلی ہو دونوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَہَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

عورت کو پینٹ شرٹ پہننے کی قطعاً اجازت نہیں، چاہے پینٹ جسم سے چپکی ہوئی ہو یا کھلی ہو، اس کی ممانعت کئی وجوہ سے ہے: ایک تو اس لئے کہ اس میں مردوں کی مشابہت ہے اور مردوں سے مشابہت ممنوع ہے۔ امام بخاری اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالی علیہما سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال" یعنی مردوں میں سے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے اور عورتوں میں سے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی پر اللہ تعالی کی لعنت ہے۔ (صحیح البخاری، 333/10، رقم الحدیث 5886، جامع ترمذی 5/98، رقم الحدیث 2784)

حافظ ابوداؤد رضی اللہ تعالی عنہ، سیدنا ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: "قیل لعائشۃ ان امرأۃ تلبس النعل فقالت لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم الرجلۃ من النساء" یعنی حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ ایک عورت مردانی وضع کی جوتی پہنتی ہے آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ رسول اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے مردانی وضع اختیار کرنے والی عورت پر لعنت فرمائی۔ (ابو داؤد 4/4099 مطبوعہ بیروت)

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے لفظ ''الرجلۃ'' کی تشریح میں لکھتے ہیں: ''التی تشبه بالرجال فی زیهم او مشیهم او رفع صوتهم او غیر ذلک ''یعنی اس عورت پر لعنت فرمائی جو مردوں سے ان کے طریقہ، ان کے چلنے، آواز بلند کرنے اور اس کی مثل دیگر باتوں میں مشابہت اختیار کرے۔(فیض القدیر 4991/10 مطبوعہ مکۃ المکرمہ)

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں: ''تلبس النعل التی تختص بالرجال ''یعنی وہ عورت ایسی جوتی پہنتی تھی جو مردوں کے ساتھ خاص ہے۔(مرقاۃ المفاتیح 246/8 مطبوعہ کوئٹہ)

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یحرم علی الرجل التشبه بالنساء وعکسه فی لباس اختص به المشبه ''یعنی مرد وعورت کا ایک دوسرے کے ایسے لباس میں مشابہت اختیار کرنا ممنوع ہے جو دوسرے کے ساتھ خاص ہو۔(فیض القدیر 4991/10 مطبوعہ مکۃ المکرمہ)

اس میں ممانعت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ایسے لباس کا پہننا فاسقہ عورتوں کا طریقہ کار ہے اور انہی کے ساتھ خاص ہے اور لباس کے بارے میں یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ وہ لباس جو فاسقوں کے ساتھ خاص ہو اس کا پہننا ممنوع ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ لباس کے بارے میں تیسرا قاعدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: '' سوم لحاظ وضع کہ نہ زی کفار باشد نہ طرق فساق (یعنی) تیسری بات جس کا لحاظ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ وہ لباس کفار اور فساق کے طریقہ پر نہ ہو۔ ''(فتاوی رضویہ 190/22 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

اس طرح کا لباس پہننے میں تیسری قباحت یہ ہے کہ اس عورت کی پنڈلی وغیرہ کی مکمل ہیئت ظاہر ہو گی اور یہ بھی ممنوع ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: ''یونہی تنگ پائچے بھی نہ چوڑی دار ہوں نہ ٹخنوں سے نیچے، نہ خوب چست بدن سے سلے، کہ یہ سب وضع فساق ہے اور ساتر عورت کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی کہ نساء کاسیات عاریات ہوں گی کپڑے پہنے ننگیاں، اس کی وجوہ تفسیر میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ایسے تنگ ہوں گے کہ بدن کی گولائی فربہی انداز اوپر سے بتائیں گے جیسے کہ بعض لکھنؤوالیوں کی تنگ شلواریں چست کُرتیاں۔ ''(فتاوی رضویہ 163,162/22 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا تنگ پاجامہ پہن کے باہر جانا کیسا؟

مجیب: ابوصدیق محمدابوبکرعطاری

فتوی نمبر:WAT-1302

تاریخ اجراء:07جمادی الاولی1444ھ/02دسمبر2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

عورت کا تنگ پاجامہ باہر پہن کے جانے کا حکم کیا ہو گا؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کا ایسا چست لباس پہن کر گھر سے باہر نکلنا یا غیر محرم کے سامنے آنا کہ جس سے اس کے اعضا کی ہیئت واضح ہو، ناجائز و حرام، گناہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے کیونکہ یہ لباس پردہ نہیں بلکہ اس میں ایک طرح کی بے پردگی ہے اور ایک تشریح کے مطابق ایسا لباس پہننے والی عورتوں کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "صنفان من اھل النار لم ارھما: نساء کاسیات، عاریات، ممیلات، مائلات، رءوسھن کاسنمۃ البخت المائلۃ، لا یدخلن الجنۃ ولا یجدن ریحھا وان ریحھا لیوجد من مسیرۃ کذا و کذا" ترجمہ: دوزخیوں کی دو جماعتیں ایسی ہیں، جنہیں میں نے (اپنے زمانے میں) نہیں دیکھا۔ (میرے بعد والے زمانے میں ہوں گی۔ ایک جماعت) ایسی عورتوں کی ہو گی جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی، لیکن حقیقت میں بے لباس اور ننگی ہوں گی، بے حیائی کی طرف دوسروں کو مائل کرنے اور خود مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر ایسے ہوں گے، جیسے بختی اونٹوں کی ڈھلکی ہوئی کوہانیں ہوں، یہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو سونگھیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔ (صحیح مسلم، باب النساء الکاسیات العاریات، جلد3، صفحہ1680، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

مجدد دین وملت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں فرماتے ہیں: "نہ (لباس) خوب چست بدن سے سلے، کہ یہ سب وضع فساق ہے اور ساترِ عورت کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے، یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی کہ نساء کاسیات عاریات ہوں گی،

کپڑے پہننے ننگیاں،اس کی وجوہ تفسیر سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ایسے تنگ چست ہوں گے کہ بدن کی گولائی فربہی انداز اوپر سے بتائیں گے جیسے بعض لکھنؤوالیوں کی تنگ شلواریں چست کرتیاں۔

ردالمحتار میں ہے:"فی الذخیرۃ وغیرھا ان کان علی المراۃ ثیاب فلا باس ان یتامل جسدھا اذا لم تکن ثیابھا ملتزقۃ بھا بحیث تصف ماتحتھا وفی التتبیین قالوا ولا باس بالتأمل فی جسدھا وعلیھا ثیاب مالم یکن ثوب یبین حجمھا فلا ینظر الیہ حنیئذ لقولہ علیہ الصلٰوۃ واسلام من تامل خلف امرأۃ ورأی ثیابھا حتی تبین لہ حجم عظامھا لم یرح رائحۃ الجنۃ ولا نہ متی کان یصف یکون ناظرا الی اعضائھا اھ ملخصا۔"(ترجمہ:ذخیرہ وغیرہ میں ہے کہ اگر عورت نے لباس پہن رکھا ہو تو اس کے جسم کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ لباس اس قدر تنگ اور چست نہ ہو کہ اعضا کی ہیئت بیان کرے۔التبیین میں ہے کہ ائمہ کرام نے فرمایا جب عورت لباس پہنے ہو تو اس کی طرف دیکھنے میں کچھ حرج نہیں بشرطیکہ لباس ایسا تنگ اور چست نہ ہو جو اس کے جسم کو ظاہر کرنے لگے اگر ایسی صورت حال ہو تو پھر اس طرف نہ دیکھا جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی وجہ سے کہ آپ نے فرمایا کہ جس کسی نے عورت کو پیچھے سے دیکھا اور اس کے لباس پر نظر پڑی یہاں تک کہ اس کی ہڈیوں کا حجم واضح اور ظاہر ہو گیا تو ایسا شخص جنت کی خوشبو تک نہ پائیگا اور اس لئے کہ لباس جس اعضا کی ہیئت بیان کر رہا ہو تو اس لباس کو دیکھنا مخفی اعضاء کو دیکھنے کے مترادف ہے۔اھ تلخیص شدہ)

"(فتاوی رضویہ،ج22،ص162تا163،مطبوعہ،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں:"اس کے کپڑے چست نہ ہوں اور اگر چست کپڑے پہنے ہوں کہ جسم کا نقشہ کھنچ جاتا ہو مثلاً چست پائجامہ میں پنڈلی اور ران کی پوری ہیئت نظر آتی ہے تو اس صورت میں نظر کرنا ناجائز ہے۔۔۔۔اور ایسے موقع پر ان کو اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز"(بہار شریعت،ج3،حصہ16، ص448،مطبوعہ،مکتبۃ المدینہ کراچی)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کے لیے چست اور تنگ لباس پہننے کا حکم؟

مجیب: مفتی فضیل رضا عطاری

فتوی نمبر: 09

تاریخ اجراء: 16 محرم الحرام1436ھ/10نومبر2014ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت کاٹائٹ پاجامہ پہننا کیساہے؟ آجکل مارکیٹ میں یہ پاجامے ٹائٹس کے نام سے ہی بکتے ہیں،انہی میں پینٹ کی ایک قسم ٹائٹ بھی ہے،عورت کایہ پہننا کیساہے؟اس کوپہن کرعورت کی پنڈلیوں کی پوری ہیئت واضح ہوتی ہے بلکہ بعض اوقات توچاک اتنے کھلے ہوتے ہیں کہ جسم توظاہر نہیں ہورہاہوتااورنہ ہی جسم چمک رہاہوتاہے،البتہ رانوں کی سائیڈوں کااوپرتک کے حصہ کی ہیئت ظاہر ہوتی ہے۔

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

ٹائٹس توبنائی ہی اس لیے جاتی ہیں کہ عضوکی ہیئت ظاہرہو،ایسے کپڑے اگرچہ موٹے ہوں،مگرپھربھی ایک طرح کی بے ستری ہے،عضوکی پوری بناوٹ ظاہرہوتی ہے،لہٰذابے پردگی کی وجہ سے بھی ناجائزہے۔یونہی کافرہ اورفاسقہ عورتوں سے مشابہت بھی ہے یہ بھی ممنوع وناجائزہونے کی دلیل ٗاس لئے مسلمان عورتیں اس کے قریب بھی نہ جائیں۔الامان والحفیظ اسے توحدیث شریف میں قیامت کی نشانیوں میں شمار کیا گیاہے کہ عورتیں کاسیات عاریات ہوں گی یعنی لباس پہنیں گی مگربرہنہ ہوں گی،اس کی شرح میں یہ بھی فرمایاگیاہے کہ چست لباس پہنے گی جس سے بدن کی بناوٹ ظاہرہوگی۔

الغرض گھرکے مردوں کوبھی اس بات کاخیال رکھناچاہئے کہ گھرکی خواتین کونت نئی بے پردگیوں سے بازرکھیں ورنہ باجودقدرت واستطاعت نہ روکنے کی وجہ سے وہ بھی سخت گنہگارہوں گے عورتوں کوشرم وحیااورپردہ کی تلقین کریں،گھرسے باہرنکلنے میں کسی قسم کی بے پردگی نہ ہو،اس کالحاظ رکھاجائے۔قیامت کے دن دردناک عذاب اوراپنے کیے کے حساب کاخوف کرتے ہوئے شریعت کے دائرے میں زندگی بسرکی جائے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں ”چوڑی دار پاجامہ پہننا منع ہے کہ وضع فاسقوں کی ہے۔ شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آداب اللباس میں فرماتے ہیں: سر اویل کہ در عجم متعارف است کہ اگر زیر شتالنگ باشد یا دو سہ چین واقع شود بدعت و گناہ است۔ شلوار جو عجمی علاقوں میں مشہور و معروف ہے اگر ٹخنوں سے نیچے ہو یا دو تین انچ (شکن) نیچے ہو تو بدعت اور گناہ ہے۔

یونہی بوتام لگا کر پنڈلیوں سے چمٹا ہوا بھی ثقہ لوگوں کی وضع نہیں۔ آدمی کو بد وضع لوگوں کی وضع سے بھی بچنے کا حکم ہے، یہاں تک کہ علماء درزی اور موچی کو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص فاسقوں کے وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے نہ سیے اگرچہ اس میں اجر کثیر (بہت زیادہ مال) ملتا ہو۔

فتاوٰی امام قاضی خاں میں ہے: الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیء من زی الفساق ویعطی لہ فی ذٰلک کثیر الاجر لا یستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ۔ اگر موچی یا درزی سے جب فاسقوں کی وضع کے مطابق کوئی چیز بنوانے یا سلوانے کے لئے اجارہ کیا جائے اور اس کام کے لئے اسے بہت اجرت دی جائے، تو اس کے لئے یہ کام کرنا بہتر نہیں اس لئے کہ یہ گناہ کے سلسلے میں امداد ہے۔ تو یہ پاجامہ بھی اس راہ سے شرعی نہ ہوا، اگرچہ ٹخنوں سے اونچا ہونے میں حد شرع سے متجاوز نہیں، شرعی کہنا اگر صرف اسی حیثیت سے ہے تو وجہ صحت رکھتا ہے۔ اور اگر مطلقاً مرضی و پسندیدہ شرعی مراد جیسا کہ ظاہر لفظ کا یہی مفاد تو صحیح نہیں۔ واللہ سبحٰنہ و تعالیٰ اعلم۔“ (فتاوی رضویہ، جلد 22، صفحہ 172، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

اسی فتاوی رضویہ میں ہے: ”یونہی تنگ پائچے بھی نہ چوڑی دار ہوں نہ ٹخنوں سے نیچے، نہ خوب چست بدن سے سلے کہ یہ سب وضع فساق ہے اور ساتر عورت کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی کہ نساء کاسیات عاریات ہوں گی کپڑے پہنے ننگیاں، اس کی وجوہ تفسیر سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ایسے تنگ چست ہوں گے کہ بدن کی گولائی فربہی انداز اوپر سے بتائیں گے جیسے بعض لکھنؤ والیوں کی تنگ شلواریں چست کرتیاں۔ رد المحتار میں ہے: ”فی الذخیرۃ وغیرھا ان کان علی المراۃ ثیاب فلا باس ان یتامل جسدھا اذا لم تکن ثیابھا ملتزقۃ بھا بحیث نصف ما تحتھا وفی التبیین قالوا ولا باس بالتأمل فی جسدھا وعلیھا ثیاب مالم یکن ثوب یبین حجمھا فلا ینظر الیہ حنیئذ لقولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام من تامل خلف امرأۃ ورأی ثیابھا حتی تبین لہ حجم عظامھا لم

یرح رائحۃ الجنۃ ولا نہ متی کان یصف یکون ناظرا الی اعضائھا۔اھ ملخصا۔ ذخیرہ وغیرہ میں ہے کہ اگر عورت نے لباس پہن رکھا ہو تو اس کے جسم کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ لباس اس قدر تنگ اور چست نہ ہو کہ سب کچھ عیاں ہونے لگے۔ تبیین میں ہے کہ ائمہ کرام نے فرمایا: جب عورت لباس پہنے ہو تو اس کی طرف دیکھنے میں کچھ حرج نہیں بشرطیکہ لباس ایسا تنگ اور چست نہ ہو جو اس کے حجم کو ظاہر کرنے لگے (اگر ایسی صورت حال ہو تو پھر اس طرف نہ دیکھا جائے۔) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی وجہ سے کہ آپ نے فرمایا کہ جس کسی نے عورت کو پیچھے سے دیکھا اور اس کے لباس پر نظر پڑی یہاں تک کہ اس کی ہڈیوں کا حجم واضح اور ظاہر ہو گیا تو ایسا شخص (جو غیر محرم کو بغور دیکھ کر لطف اندوز ہونے والا ہے) جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا اور اس لئے کہ لباس سے انداز قد و قامت ظاہر ہو تو اس لباس کو دیکھنا مخفی اعضاء کو دیکھنے کے مترادف ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ162، 163، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

میرے پیر و مرشد حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب پردے کے بارے سوال جواب میں ہے "سوال: گھر سے باہر نکلتے وقت اسلامی بہنوں کو کن کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے؟

جواب: شَرعی اجازت کی صُورت میں گھر سے نکلتے وَقت اسلامی بہن غیر جاذِبِ نظر کپڑے کا ڈِھیلا ڈھالا مدنی بُرقع اَوڑھے، ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں جُرابیں پہنے۔ مگر دستانوں اور جُرابوں کا کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ کھال کی رنگت جھلکے۔ جہاں کہیں غیر مردوں کی نظر پڑنے کا امکان ہو وہاں چہرے سے نِقاب نہ اٹھائے مَثَلاً اپنے یا کسی کے گھر کی سیڑھی اور گلی مَحَلّہ وغیرہ۔ نیچے کی طرف سے بھی اِس طرح بُرقع نہ اٹھائے کہ بدن کے رنگ برنگے کپڑوں پر غیر مردوں کی نظر پڑے۔ واضح رہے کہ عورت کے سر سے لے کر پاؤں کے گٹّوں کے نیچے تک جسم کا کوئی حصّہ بھی مَثَلاً سر کے بال یا بازو یا کلائی یا گلا یا پیٹ یا پنڈلی وغیرہ اجنبی مرد (یعنی جس سے شادی ہمیشہ کیلئے حرام نہ ہو) پر بلا اجازتِ شَرعی ظاہر نہ ہو بلکہ اگر لباس ایسا مَہین یعنی پتلا ہے جس سے بدن کی رنگت جھلکے یا ایسا چُست ہے کہ کسی عُضو کی ہَیئَت (یعنی شکل و صورت یا اُبھار وغیرہ) ظاہِر ہو یا دوپٹّہ اتنا باریک ہے کہ بالوں کی سیاہی چمکے یہ بھی بے پَردَگی ہے۔" (پردے کے بارے میں سوال جواب، صفحہ42/43، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کے لیے ہاف آستین والے کپڑے پہننا کیسا؟

مجیب: مفتی محمدقاسم عطاری

فتوی نمبر:13

تاریخ اجراء: 06ذوالحجۃالحرام1442ھ/17جولائی2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں کا"آدھے بازو"والے کپڑے پہننا کیسا؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کا غیر محرم مردوں کے سامنے آدھی آستین یعنی ہاف بازو والی قمیص پہن کر بازو ظاہر کرنا، ناجائز، گناہ اور حرام ہے، کیونکہ عورت کے لباس اور پردے کے معاملے میں اسلامی اُصول بہت واضح ہے اور وہ یہ کہ عورت کے چہرے کی ٹکلی، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے علاوہ تمام بدن ستر میں داخل ہے، یعنی عورت کے لئے غیر محرم کے سامنے بدن کے اِتنے حصے کو چھپانا ضروری ہے اور فتنے کے خوف کی وجہ سے فی زمانہ عورت کو چہرے کے پردے کا بھی حکم ہے، لہٰذا غیر مردوں کے سامنے ہاف بازو قمیص پہن کر بازو کھولنا بے ستری ہے، جو کہ حرام ہے۔ البتہ بیوی کا شوہر کے سامنے یا عورت کا اپنے محرم مردوں کے سامنے ایسی قمیص پہننا جائز ہے، کہ اُن کے حق میں عورت کا بازو سِتر میں داخل نہیں ہے۔

عورتوں کو اپنا جسم چھپانے اور لوگوں کی نظروں سے بچانے کا اللہ پاک نے تاکیداً حکم ارشاد فرمایا، چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡاُوۡلٰى﴾ ترجمہ کنزالعرفان: اور بے پردہ نہ رہو، جیسے پہلی جاہلیت کی بے پردگی۔ (الاحزاب:33/22)

ایسا لباس پہننے والی عورتوں کے متعلق نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "صنفان من أهل النار لم أرهما، قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات، رءوسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنة، ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا" ترجمہ: دوزخیوں کی دو جماعتیں ایسی ہیں، جنہیں میں نے (اپنے زمانے میں) نہیں دیکھا۔ (میرے بعد والے زمانے میں ہوں گی) ایک جماعت تو وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دُموں کی طرح کوڑے

ہیں، وہ لوگوں کو اُس سے مارتے ہیں (یعنی ظالم لوگ) اور (ایک جماعت) ایسی عورتوں کی ہوگی جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی، لیکن حقیقت میں بے لباس اور برہنہ ہوں گی، بے حیائی کی طرف دوسروں کو مائل کرنے اور خود مائل ہونے والیاں ہوں گی، اُن کے سر ایسے ہوں گے، جیسے بختی اونٹوں کی ڈھلکی ہوئی کوہانیں ہوں، یہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو سونگھیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔ (الصحیح لمسلم، جلد3، صفحہ1680، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

کپڑے پہننے کے باوجود برہنہ عورتیں کون ہیں، اِس کی ایک مراد بیان کرتے ہوئے امام شرف الدین نَوَوِی رَحِمَہُ اللہ (سالِ وفات: 676ھ/1277ء) مذکورہ حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ”تکشف شیئا من بدنها إظهارا لجمالها فهن کاسیات عاریات“ ترجمہ: جو عورتیں اپنا جسمانی جمال دِکھانے کے لیے اپنے بدن کا کچھ حصہ ظاہر کرتی ہیں، وہ حدیث مبارک کے مطابق کپڑے پہننے کے باوجود بے لباس ہیں۔ (المنہاج مع الصحیح لمسلم، جلد17، صفحہ191، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

عورت کے لیے جن اعضاء کا پردہ ضروری ہے، اُسے بیان کرتے ہوئے علامہ علاؤالدین حصکفی رَحِمَہُ اللہ (سالِ وفات: 1088ھ/1677ء) لکھتے ہیں: ”(وللحرة)۔۔(جمیع بدنها) حتی شعرها النازل فی الاصح (خلا الوجه والکفین)۔۔(والقدمین۔۔(وتمنع) المرأة الشابة (من کشف الوجه بین رجال)۔۔(لخوف الفتنة)“ ترجمہ: چہرے کی ٹکلی، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے علاوہ، آزاد عورت کا تمام بدن، حتی کہ لٹکے ہوئے بال بھی سترِ عورت ہیں۔۔ اور فی زمانہ خوفِ فتنہ کی وجہ سے مردوں کے سامنے جوان عورت کو اپنا چہرہ ظاہر کرنا بھی منع ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، جلد2، باب شروط الصلاۃ، مطلب في ستر العورۃ، صفحہ95، مطبوعہ کوئٹہ)

امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رَحِمَہُ اللہ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”عورت اگر نامحرم کے سامنے اس طرح آئے کہ اُس کے بال، گلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو یا لباس ایسا باریک ہو کہ اُن چیزوں سے کوئی حصہ اُس میں سے چمکے، تو یہ بالاجماع حرام اور ایسی وضع ولباس کی عادی عورتیں ”فاسقات“ ہیں اور اُن کے شوہر اگر اس پر راضی ہوں یا حسبِ مقدور بندوبست نہ کریں، تو دیوث ہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد6، صفحہ509، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

محرم مرد کے حق میں بازو اعضائے ستر میں داخل نہیں، چنانچہ علامہ کاسانی حنفی رَحِمَہُ اللہ (سالِ وفات: 587ھ/1191ء) لکھتے ہیں: ”یحل للرجل النظر من ذوات محارمه إلی رأسها وشعرها وأذنیها وصدرها وعضدها و

ثدیھا وساقھا وقدمھا"ترجمہ: کسی شخص کا اپنی محرم رشتے دار خاتون کے سر، بال، کانوں، سینے، بازو، چھاتی، پنڈلی اور قدموں کی طرف نظر کرنا، جائز ہے۔(بدائع الصنائع، جلد6، کتاب الاستحسان، صفحہ489، مطبوعہ کوئٹہ)

مگر یہ دیکھنا ایک شرط کے ساتھ مقید ہے، چنانچہ علامہ علاؤالدین حصکفی رَحِمَہُ اللہ (سالِ وفات:1088ھ/1677ء) لکھتے ہیں: "إن أمن شهوته وشهوتها أيضا وإلا لا"ترجمہ: اگر مرد اور عورت کو اپنی شہوت نہ بھڑکنے پر اعتماد ہو تو دیکھنا جائز ہے، ورنہ ہر گز جائز نہیں۔(درمختار مع ردالمحتار، جلد9، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر واللبس، صفحہ605، مطبوعہ کوئٹہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کے محرم کون کون سے مرد ہوتے ہیں؟

مجیب: مولانا محمد سجاد عطاری مدنی

فتوی نمبر:WAT-2300

تاریخ اجراء: 13 جمادی الثانی 1445ھ / 27 دسمبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کون سے مرد عورت کے محرم ہوتے ہیں، جن سے شرعا پردہ نہیں ہوتا؟ رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مَحرم سے مراد وہ مرد ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو۔ اوران میں سے جن کے ساتھ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہے، ان سے پردہ کرنے کی اجازت نہیں۔ باقی اقسام کے محارم سے پردہ کرنے اور نہ کرنے دونوں کی اجازت ہے، جہاں جیسی مصلحت وحالت ہو، اس کے اعتبار سے حکم ہوگا۔

محارم میں تین قسم کے افراد داخِل ہیں:

(1) نَسَب کی بناپر جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو۔

نَسبی محارم میں چار طرح کے افراد داخل ہیں:

(1) اپنی اولاد (یعنی بیٹا بیٹی) اور اپنی اولاد کی اولاد (یعنی پوتا پوتی نواسا نواسی) نیچے تک **(2)** اپنے ماں باپ اور اپنے ماں باپ کے ماں باپ (یعنی دادا دادی نانا نانی) اُوپر تک **(3)** اپنے ماں باپ کی اولاد (یعنی بھائی بہن خواہ حقیقی ہوں یا سوتیلے یعنی صرف ماں شریک یا صرف باپ شریک بھائی بہن) اور یونہی اپنے ماں باپ کی اولاد کی اولاد (یعنی بھتیجا بھتیجی بھانجا بھانجی خواہ حقیقی بھائی بہن سے ہو یا سوتیلے سے ہو) نیچے تک **(4)** اپنے دادا دادی، نانا نانی کی اپنی اولاد (یعنی چچا پھوپھی ماموں خالہ یہ رشتے سگے ہوں یا سوتیلے)۔ اور چچا پھوپھی ماموں خالہ وغیرہ کی اولادیں غیر محرم ہیں۔

(2) رَضاعت یعنی دودھ کے رشتے کی بناپر جن سے نِکاح حرام ہو۔

(3) مُصاہَرت: یعنی سُسرالی رِشتے کی وجہ سے جن سے نکاح حرام ہو۔ جیسے سُسر کے لئے بہو یا ساس کے لئے داماد۔

مُصاہَرت کویوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ عورت جس مرد سے نِکاح کرتی ہے تو اس مرد کے اُصول وفُرُوع (اُصول سے مُراد باپ دادا پر دادا اوپر تک اور فُرُوع سے مُراد اولاد در اولاد در اولاد نیچے تک ہے) اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتے ہیں۔ یونہی شوہر پر اپنی بیوی کے اُصول وفُرُوع بھی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتے ہیں۔

نیز زنا اور دواعیِ زنا (یعنی زنا کی طرف دعوت دینے والے اُمور مثلاً شہوت کے ساتھ جسم کو بلا حائل چھونے یا بوسہ لینے وغیرہ) کے ذَرِیعے مرد وعورت پر یہی احکام ثابِت ہوں گے یعنی حُرمتِ مُصاہَرت ثابت ہو جائے گی۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب، صفحہ 44 تا 46 ملخصا، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوٰی رضویہ میں ہے: "پردہ صرف ان سے نادرست ہے جو بسبب نسب کے عورت پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوں اور کبھی کسی حالت میں ان سے نکاح ناممکن ہو جیسے باپ، دادا، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں، بیٹا، پوتا، نواسا۔" (فتاوٰی رضویہ، ج 22، ص 235، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک دوسرے مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "ضابطہ کلیہ ہے کہ نامحرموں سے پردہ مطلقاً واجب؛ اور محارم نسبی سے پردہ نہ کرنا واجب، اگر کریگی گنہگار ہوگی؛ اور محارم غیر نسبی مثل علاقہ مصاہرت ورضاعت ان سے پردہ کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز۔ مصلحت وحالت پر لحاظ ہوگا۔" (فتاوٰی رضویہ، ج 22، ص 240، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

غیر محرم کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا

مجیب: مولانا محمد سعید عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-2491

تاریخ اجراء: 06 شعبان المعظم 1445ھ / 17 فروری 2024ء

دار الافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

کیا غیر محرم کو سلام کرسکتے ہیں نیز کیا اسکے سلام کا جواب دے سکتے ہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

غیر محرم جوان عورت کو سلام کرنا مرد کے لئے مکروہ و ممنوع ہے، ہاں بوڑھیوں کو کر سکتا ہے۔

رہا سلام کے جواب دینے کا معاملہ، تو اگر مرد بوڑھا ہے تو عورت اسے بآواز جواب دے سکتی ہے، اگر جوان ہے تو دل میں جواب دے۔

اسی طرح اگر کسی نامحرم عورت نے مرد کو سلام کیا، تو اگر وہ بوڑھی ہے تو مرد بلند آواز سے جواب دے سکتا ہے اور جوان ہو تو دل میں جواب دے۔

شعب الایمان للبیہقی میں ہے "قال زرزر رجل من أهل مكة صالح، قلت لعطاء اسلم على النساء؟قال: إن كن شواب فلا" ترجمہ: اہل مکہ میں سے زرزر نامی ایک نیک شخص نے کہا: میں نے عطاء سے پوچھا کیا میں عورتوں کو سلام کروں؟ تو فرمایا: اگر وہ جوان ہیں تو نہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج 11، ص 256، مکتبۃ الرشد، الریاض)

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے "وإذا سلمت المرأة الأجنبية على رجل إن كانت عجوزا رد الرجل - عليها السلام - بلسانه بصوت تسمع، وإن كانت شابة رد عليها في نفسه، وكذا الرجل إذا سلم على امرأة أجنبية فالجواب فيه على العكس" اور جب اجنبیہ عورت نے مرد کو سلام کیا تو اگر وہ بوڑھی ہو تو اس کے سلام کا جواب اتنی آواز سے دے جس کو وہ سن لے اور اگر جوان ہو تو دل میں جواب دے، اسی طرح جب مرد کسی نامحرم عورت کو سلام کرے تو اس معاملہ میں جواب برعکس ہے۔ (رد المحتار علی الدر المختار، ج 06، ص 369، دار الفکر بیروت)

در مختار میں ہے "سلامك مكروه على ... مصل وتال ذاكر ... كذا الأجنبيات الفتيات امنع "ترجمہ: تمہارا سلام کرنا مکروہ ہے نمازی پر اور تلاوت کرنے والے پر، ذکر کرنے والے پر اسی طرح جوان اجنبیات کو سلام کرنے سے اپنے آپ کو روک۔

اس کے تحت رد المحتار میں ہے "(قوله الفتيات) جمع فتية: المرأة الشابة ومفهومه جوازه على العجوز، بل صرحوا بجواز مصافحتها عند أمن الشهوة "ترجمہ: الفتیات، فتیۃ کی جمع ہے، فتیۃ کا مطلب ہے جوان عورت جس کا مفہوم یہ ہے کہ بوڑی کو سلام کرنا جائز ہے بلکہ انہوں نے شہوت کا خوف نہ ہونے کے وقت بوڑھی سے مصافحہ کے جواز کی تصریح کی ہے۔(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا، ج1، ص617، دار الفکر، بیروت)

فتاوی رضویہ میں ہے "اجنبیات میں جوانوں کو سلام نہ کیا جائے، بوڑھیوں کو کیا جائے۔" (فتاوی رضویہ، ج22، ص563، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا باپ شریک بہنوں سے پردہ ہوگا؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13057

تاریخ اجراء: 07ربیع الثانی1445ھ /23اکتوبر2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ باپ ایک ہے جبکہ والدہ الگ الگ ہیں، تو کیا اس صورت میں ان لڑکوں کا اپنی باپ شریک بہنوں سے بھی پردہ ہو گا؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

بہن خواہ سگی ہو یا باپ یا ماں شریک ہو بہر صورت وہ محرمات میں داخل ہے اور محرمات سے پردہ فرض نہیں، لہذا پوچھی گئی صورت میں لڑکوں کا اپنی باپ شریک بہنوں سے پردہ نہیں۔

بہن محرمات میں داخل ہے، اسی حرمت میں باپ شریک بہن میں داخل ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمۡ اُمَّھٰتُکُمۡ وَبَنٰتُکُمۡ وَاَخَوٰتُکُمۡ وَعَمّٰتُکُمۡ وَخٰلٰتُکُمۡ وَبَنٰتُ الۡاَخِ وَبَنٰتُ الۡاُخۡتِ“ ترجمہ کنزالایمان: ”حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں۔“ (القرآن الکریم: پارہ05، سورۃالنساء، آیت23)

(وَاَخَوٰتُکُمۡ۔۔۔۔الخ) کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے: ”یہ سب **سگی ہوں یا سوتیلی۔**“ (تفسیر خزائن العرفان، ص160، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے: ”اصل علت حرمت جزئیت ہے کہ نسب میں ظاہر۔۔۔۔پھر دو شخصوں میں علاقہ جزئیت کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ ان میں ایک دوسرے کا جز ہو، دوسرے یہ کہ دونوں تیسرے کے جز ہوں۔۔۔۔صورت ثانیہ میں تین صورتیں ہیں: (ا) دونوں ثالث کے جز قریب ہوں، یہ عینی یا **علاتی** یا اخیافی **بھائی یا بہنیں یا بہن بھائی ہوئے**، عام ازیں کہ دونوں اس کے جز نسبی ہوں یا دونوں رضاعی یا ایک نسبی ایک رضاعی۔“ (فتاوی رضویہ، ج11، ص499-500، رضافاؤنڈیشن، لاہور، ملتقطاً)

بہارِ شریعت میں ہے: ”**بہن خواہ حقیقی ہو یعنی ایک ماں باپ سے یا سوتیلی کہ باپ دونوں کا ایک ہے اور مائیں دو یا ماں ایک ہے اور باپ دو، سب حرام ہیں۔**“ (بہارشریعت، ج02، ص22، مکتبۃالمدینہ، کراچی)

محارم سے پردہ نہیں۔ جیسا کہ فتاوٰی رضویہ میں ہے: ”**پردہ صرف ان سے نادرست ہے جو بسبب نسب کے عورت پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوں** اور کبھی کسی حالت میں ان سے نکاح ناممکن ہو جیسے باپ، دادا، نانا، **بھائی**، بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں، بیٹا، پوتا، نواسا۔“ (فتاوی رضویہ، ج22، ص235، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک دوسرے مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: ”**ضابطہ کلیہ ہے کہ** نامحرموں سے پردہ مطلقاواجب؛ اور **محارم نسبی سے پردہ نہ کرناواجب،** اگر کریگی گنہگار ہو گی؛ اور محارم غیر نسبی مثل علاقہ مصاہرت ورضاعت ان سے پردہ کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز۔ **مصلحت وحالت پر لحاظ ہو گا۔**“ (فتاوی رضویہ، ج22، ص240، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

محارم عورتوں کے کن اعضاء کی طرف مرد نظر کر سکتا ہے۔ اس متعلق تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے: ”(ومن محرمه) هي من لا يحل له نكاحها أبدا بنسب أو سبب ولو بزنا (إلى الرأس والوجه والصدر والساق والعضد إن أمن شهوته۔۔۔۔ وإلا لا، لا إلى الظهر والبطن)“ یعنی محارم سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے، یہ حرمت نسب سے ہو یا سبب سے ہو اگرچہ زنا ہی کے سبب یہ حرمت آئی ہو، تو ایسی محارم عورتوں کے سر، چہرے، سینے، پنڈلی، بازو کی طرف نظر کر سکتا ہے جبکہ شہوت سے امن ہو ورنہ نہیں، ہاں پیٹھ اور پیٹ کی طرف دیکھنا، جائز نہیں۔ (تنویر الابصار مع الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج09، ص605-606، مطبوعہ کوئٹہ، ملتقطاً)

بہارِ شریعت میں ہے: ”جو عورت اس کے محارم میں ہو اس کے سر، سینہ، پنڈلی، بازو، کلائی، گردن، قدم کی طرف نظر کر سکتا ہے، جبکہ دونوں میں سے کسی کی شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ محارم کے پیٹ، پیٹھ اور ران کی طرف نظر کرنا، ناجائز ہے۔ اسی طرح کروٹ اور گھٹنے کی طرف نظر کرنا بھی ناجائز ہے۔ کان اور گردن اور شانہ اور چہرہ کی طرف نظر کرنا، جائز ہے۔ محارم سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے، یہ حرمت نسب سے ہو یا سبب سے مثلاً رضاعت یا مصاہرت۔“ (بہارِ شریعت، ج03، ص444-445، مکتبۃالمدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا سوتیلے بھائی بہن آپس میں محرم ہوتے ہیں؟ کیا ان کے مابین پردہ نہیں ہوتا؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13211

تاریخ اجراء: 20 جمادی الثانی 1445ھ / 03 جنوری 2024ء

دارالافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں، میری پہلی بیوی میں سے پانچ بچے ہیں جن میں سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ پہلی بیوی کے انتقال کے بعد میں نے دوسری شادی ایک مطلقہ عورت سے کی جس کے سابقہ شوہر سے دو لڑکے ہیں۔ آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا میرے سگے بچے یعنی بیٹیاں اور دوسری بیوی کے لڑکے آپس میں محرم ہیں یا نہیں؟ اگر محرم نہیں تو کیا ان کا آپس میں پردہ بھی ہو گا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں آپ کی بیٹیاں اور دوسری بیوی کے لڑکے آپس میں نامحرم ہیں کہ یہ بھائی بہن نہ تو باپ شریک ہیں اور نہ ہی ماں شریک ہیں، لہذا ان کی آپس میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں۔ البتہ ہمارے یہاں احتراماً رشتے کی بہن یا رشتے کا بھائی کہہ دیا جاتا ہے، لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ اب ان کے آپس کے معاملات سگے بہن بھائی والے ہو جائیں۔

یادرہے کہ جس سے نکاح ہو سکتا ہے وہ محرم نہیں ہوتا اور جو نامحرم ہو، اس سے پردہ ضروری ہوتا ہے، لہذا پوچھی گئی صورت میں آپ کی دونوں لڑکیوں کا اپنے سوتیلے بھائیوں سے پردہ ہو گا۔

محارم عورتوں کے ذکر کے بعد ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ“ ترجمہ کنز الایمان: ”اور اُن کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں۔“ (القرآن الکریم: پارہ 05، سورۃ النساء، آیت 24)

رشتے کی بہن جو ماں باپ میں شریک نہ ہو اُس کے نامحرم ہونے سے متعلق فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”رشتے کی بہن جو ماں میں ایک نہ باپ میں شریک، نہ باہم علاقہ رضاعت جیسے ماموں خالہ، پھوپھی کی بیٹیاں، یہ سب عورتیں شرعاً حلال

ہیں جبکہ کوئی مانع نکاح مثل رضاعت ومصاہرت قائم نہ ہو۔قال اللہ تعالیٰ "وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَّاوَرَآءَ ذٰلِکُم" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **محرمات کے علاوہ عورتیں تمھارے لیے حلال ہیں۔**" (فتاوی رضویہ، ج11، ص413، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ "ایک شخص کا نکاح ایک بیوہ عورت سے ہوا تھا، اس عورت کا ایک لڑکا اگلے مرد سے ہے اور اب جس مرد سے نکاح کیا، اس مرد کی پہلی عورت سے ایک لڑکی ہے، اب دونوں لڑکے لڑکی باہم نکاح کرنا چاہتے ہیں تو یہ درست ہے یا نہیں؟" آپ علیہ الرحمہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: "**ان دونوں کا باہم نکاح ہو سکتا ہے کہ دونوں کا نہ ایک باپ ہے نہ ایک ماں**، قال اللہ تعالیٰ "وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَّاوَرَآءَ ذٰلِکُم"۔" (فتاوی امجدیہ، ج02، ص55، مکتبہ رضویہ، کراچی)

مفتی جلال الدین علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "مدخولہ بیوی کی اولاد جو دوسرے شوہر سے ہو ان سے اپنی اولاد کے نکاح کرنے میں شرعاً کوئی خرابی نہیں۔" (فتاوی فیض رسول، ج01، ص571، شبیر برادرز، لاہور)

عورت کا نامحرموں سے پردہ کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: "**جو محرم نہیں وہ اجنبی ہے، اس سے پردہ کا ویسا ہی حکم ہے جیسے اجنبی سے**، خواہ فی الحال اس سے نکاح ہو سکتا ہو یا نہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج11، ص415، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک دوسرے مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "**ضابطہ کلیہ ہے کہ نامحرموں سے پردہ مطلقاً واجب۔**" (فتاوی رضویہ، ج22، ص240، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اجنبی کے مقابلے میں نامحرم رشتہ داروں سے پردے کی تاکید بیان کرتے ہوئے سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "جیٹھ، دیور، بہنوئی، پھپا، خالو، چچازاد، ماموں زاد پھپی زاد، **خالہ زاد بھائی، یہ سب لوگ عورت کے لئے محض اجنبی ہیں، بلکہ ان کا ضرر نرے بیگانے شخص کے ضرر سے زائد ہے کہ محض غیر آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈرے گا، اور یہ آپس کے میل جول کے باعث خوف نہیں رکھتے۔ عورت نرے اجنبی شخص سے دفعۃً میل نہیں کھا سکتی، اور ان سے لحاظ ٹوٹا ہوتا ہے۔** لہذا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر عورتوں کے پاس جانے کو منع فرمایا، ایک صحابی انصاری نے عرض کی: یارسول اللہ! جیٹھ دیور کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا: الحمو الموت، رواہ احمد والبخاری عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ **جیٹھ دیور تو موت ہیں۔**" (فتاوی رضویہ، ج22، ص217، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

کیا سوتیلی بھتیجی (یعنی باپ شریک بھائی کی بیٹی) کی بیٹی محرم ہے؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-12827

تاریخ اجراء: 24 شوال المکرم 1444ھ / 15 مئی 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا سوتیلی بھتیجی (یعنی باپ شریک بھائی کی بیٹی) کی بیٹی بھی محارم عورتوں میں داخل ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

بھتیجی محرمات میں داخل ہے، اس کی حرمت نصِ قطعی سے ثابت ہے اور فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق اس حرمت میں بالاجماع بھتیجی کی اولاد در اولاد نیچے تک شامل ہے۔ یہ سب چچا پر حرام ہیں، لہذا سوتیلی بھتیجی (یعنی باپ شریک بھائی کی بیٹی) کی بیٹی بھی محارم عورتوں میں داخل ہے کہ بھائی، سگا ہو یا ماں شریک یا باپ شریک وہ بھائی ہی ہوتا ہے، اس سے نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ لہذا ان کی اولاد بھی حرام ہو گی۔

سوال میں جو باپ شریک بھائی کی بیٹی کی بیٹی کے متعلق پوچھا گیا یہ بھی محرمہ عورت ہے اور اس سے نکاح جائز نہیں ہے۔

جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کو بیان کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ﴾ ترجمہ کنزالایمان: حرام ہوئیں تم پر بھتیجیاں اور بھانجیاں۔ (القرآن الکریم، پارہ 04، سورۃ النساء، آیت: 23)

اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیرِ خزائن العرفان میں ہے: ”**یہ سب سگی ہوں یا سوتیلی۔**“ (تفسیرِ خزائن العرفان، ص 160، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بدائع الصنائع میں مذکور ہے:”**قولہ تعالی:{وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ}**وبنات بنات الأخ والأخت وإن سفلن بالإجماع“یعنی ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "حرام ہوئیں تم پر بھتیجیاں اور بھانجیاں" اس حرمت میں بالاجماع بھائی اور بہن کی بیٹی کی اولاد نیچے تک داخل ہے۔(بدائع الصنائع، کتاب النکاح، ج02، ص257، بیروت)

فتاوٰی رضویہ میں ہے:”لاجرم کتب تفسیر میں اسی آیت کریمہ سے بھائی بہن کی پوتی نواسی کا حرام ابدی ہونا ثابت فرمایا اور کتب فقہ میں انھیں بھتیجی بھانجی میں داخل مان کر محارم ابدیہ میں گنایا، معالم التنزیل میں ہے: "یدخل فیھن بنات اولاد الاخ والاخت وان سفلن "یعنی ان محرمات ابدیہ میں بھائی اور بہن کی اولاد کی بیٹیاں خواہ نیچے تک ہوں، داخل ہیں۔“(فتاوی رضویہ، ج11، ص406، رضافاونڈیشن، لاہور)

ایک دوسرے مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اس حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں:”**جیسے بھتیجی بھانجی ویسے ہی ان کی اور بھتیجوں اور بھانجوں کی اولاد، اور اولاد در اولاد کتنی ہی دور سلسلہ جائے، سب حرام ہیں**، بنات پوتیوں نواسیوں دور تک کے سلسلے سب کو شامل ہے۔۔۔۔ فرمایا: "وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ تم پر حرام کی گئیں بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں۔" ان میں بھی بھائی بہن کی پوتی، نواسی، پرپوتی، پرنواسی جتنی دور ہوں سب داخل ہیں۔“
(فتاوی رضویہ، ج11، ص447، رضافاؤنڈیشن، لاہور، ملتقطاً)

بہارِ شریعت میں ہے:”بھتیجی، بھانجی سے بھائی، بہن کی اولادیں مراد ہیں، ان کی پوتیاں، نواسیاں بھی اسی میں شمار ہیں۔“(بہارِ شریعت، ج02، ص22، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا سوتیلے سسر سے بھی عورت کا پردہ ہوگا؟؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-12225

تاریخ اجراء: 07ذوالقعدۃ الحرام 1443ھ /07جون 2022ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی ماں نے دوسری شادی کرلی ہے، اب زید کی بیوی کا زید کے سوتیلے باپ سے پردہ ہوگا یا نہیں؟؟ اس حوالے سے رہنمائی فرمادیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

اولاً تو یہ یاد رہے کہ عورت کا حقیقی سسر یعنی شوہر کا باپ تو عورت کا محرم ہوتا ہے اور یہ حرمت صرف نکاحِ صحیح سے ہی ثابت ہو جاتی ہے خواہ شوہر نے اس عورت سے دخول کیا ہو یا پھر دخول نہ کیا ہو، لیکن سوتیلا سسر عورت کا محرم نہیں بنتا کہ وہ شوہر کا باپ نہیں اس لیے یہاں حرمت کی کوئی وجہ نہیں۔ جیسا کہ فقہائے کرام کی تصریحات سوتیلی ساس چونکہ بیوی کی ماں نہیں ہوتی اسی لیے اس کی حلت میں کوئی شبہہ نہیں۔

لہذا پوچھی گئی صورت میں زید کی بیوی کا زید کے سوتیلے باپ سے پردہ کرنا شرعاً واجب ہے کہ وہ اس کے لیے نامحرم ہے، بلکہ فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق عورت کو اجنبی نامحرم کے مقابلے میں نامحرم رشتہ دار سے پردہ کرنے کی اور بھی زیادہ تاکید ہے۔

شوہر کا حقیقی باپ عورت کا محرم ہوتا ہے خواہ شوہر نے دخول کیا ہو یا دخول نہ کیا ہو۔ جیسا کہ النتف فی الفتاوٰی میں مذکور ہے: ”وأما الصهر فهم أربعة اصناف أحدهم ابو الزوج والجدود من قبل ابويه وان علوا يحرمون على المرأة وتحرم هي عليهم دخل بها أو لم يدخل بها“ یعنی بہر حال سسرالی رشتے سے چار اقسام حرام ہیں، ان میں سے پہلی قسم شوہر کا باپ اور باپ کی طرف سے شوہر کے آباء واجداد ہیں اگرچہ اوپر تک ہوں کہ یہ سب عورت پر حرام ہوتے ہیں اور عورت ان پر حرام ہے خواہ شوہر نے اس عورت سے دخول کیا ہو یا دخول نہ کیا ہو۔“

(النتف فی الفتاوٰی، ج01، ص254، دار الفرقان، بیروت لبنان)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال ہوا جو اپنے سُسر کے انتقال کے بعد اپنی سوتیلی ساس سے نکاح کرنا چاہتا تھا تو اس کے جواب میں آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: ”نکاح مذکور جائز ہے قال اللہ عزوجل: واحل لکم ما وراء ذلکم۔ **علماء قاطبہ متون وشروح وفتاوی میں محرماتِ صہریہ** زوجاتِ اصول وفروع، **اصولِ وفروعِ زوجات بتاتے ہیں** نہ زوجہِ اصولِ زوجہ،، اور سوتیلی ماں لفظ **امھات** میں ہرگز داخل نہیں،، اصل یہ ہے کہ ساس کی حرمت اس وجہ سے نہیں کہ وہ خسر کی زوجہ ہے بلکہ اس لیے کہ وہ زوجہ کی ماں ہے، سوتیلی ساس میں یہ وجہ نہیں لہذا اس کی حلت میں کوئی شبہہ نہیں۔ مسئلہ واضح ہے اور حکم ظاہر۔“ (فتاوٰی رضویہ، ج 11، ص 312، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

عورت کا نامحرموں سے پردہ کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: **”جو محرم نہیں وہ اجنبی ہے اس سے پردہ کا ویسا ہی حکم ہے جیسے اجنبی سے** خواہ فی الحال اس سے نکاح ہو سکتا ہو یا نہیں۔“ (فتاوی رضویہ، ج 11، ص 414، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک دوسرے مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: **”ضابطہ کلیہ ہے کہ نامحرموں سے پردہ مطلقاً واجب؛** اور محارم نسبی سے پردہ نہ کرنا واجب، اگر کریگی گنہگار ہوگی؛ اور محارم غیر نسبی مثل علاقہ مصاہرت ورضاعت ان سے پردہ کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز۔ **مصلحت وحالت پر لحاظ ہوگا۔**“ (فتاوی رضویہ، ج 22، ص 240، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اجنبی کے مقابلے میں نامحرم رشتہ داروں سے پردے کی تاکید بیان کرتے ہوئے سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: ”جیٹھ، دیور، بہنوئی، پھپا، خالو، چچازاد، ماموں زاد پھپی زاد، خالہ زاد بھائی سب لوگ عورت کے لئے محض اجنبی ہیں، بلکہ **ان کا ضرر نرے بیگانے شخص کے ضرر سے زائد ہے کہ محض غیر آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈرے گا، اور یہ آپس کے میل جول کے باعث خوف نہیں رکھتے۔ عورت نرے اجنبی شخص سے دفعۃً میل نہیں کھا سکتی، اور ان سے لحاظ ٹوٹا ہوتا ہے۔** لہذا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر عورتوں کے پاس جانے کو منع فرمایا، ایک صحابی انصاری نے عرض کی: یارسول اللہ! جیٹھ دیور کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا: الحموا الموت، رواہ الحمد والبخاری عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ **جیٹھ دیور تو موت ہیں۔**“ (فتاوی رضویہ، ج 22، ص 217، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا عورت کا اپنے سسر کے بھائیوں سے بھی پردہ ہے؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-12418

تاریخ اجراء: 22صفر المظفر1444ھ /19 ستمبر2022ء

دار الافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا عورت کا اپنے سسر کے بھائیوں سے بھی پردہ ہے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر ممانعت کی کوئی دوسری وجہ مثلِ رضاعت وغیرہ نہ ہو تو عورت اپنے سسر کے بھائیوں سے بھی پردہ کرے گی کہ یہ شوہر کے اصول میں داخل نہیں، اس لیے یہ عورت کے لیے محرم نہیں بنتے اور عورت کا نامحرموں سے پردہ کرنا واجب ہے، بلکہ فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق عورت کو اجنبی نامحرم کے مقابلے میں نامحرم رشتہ دار سے پردہ کرنے کی اور بھی زیادہ تاکید ہے۔

شوہر کے آباء واجداد عورت کے لیے محرم بنتے ہیں خواہ شوہر نے دخول کیا ہو یا دخول نہ کیا ہو۔ جیسا کہ النتف فی الفتاوی میں مذکور ہے: ”**وأما الصهر فهم أربعة اصناف أحدهم ابو الزوج والجدود من قبل ابويه وان علوا يحرمون على المرأة وتحرم هي عليهم** دخل بها أو لم يدخل بها“ یعنی بہر حال سسرالی رشتے سے چار اقسام حرام ہیں، ان میں سے پہلی قسم شوہر کا باپ اور باپ کی طرف سے شوہر کے آباء واجداد ہیں اگرچہ اوپر تک ہوں کہ یہ سب عورت پر حرام ہوتے ہیں اور عورت ان پر حرام ہے خواہ شوہر نے اس عورت سے دخول کیا ہو یا دخول نہ کیا ہو۔“ (النتف فی الفتاوی، ج01، ص254، دار الفرقان، بیروت لبنان)

فتاوی شامی میں ہے: ”قال فی البحر: أراد بالحرمة المصاهره الحرمات الأربع **حرمة المراة على أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً**، وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسباً ورضاعاً **كما فی الوطء الحلال**“ یعنی صاحب بحر الرائق نے فرمایا کہ یہاں حرمتِ مصاہرت سے چار طرح کی حرمت مراد ہے، زانی کے اصول وفروع چاہے نسب کی وجہ سے ہوں یا رضاعت کی وجہ سے، ان پر زانیہ حرام ہے اور زانیہ کے اصول وفروع چاہے

وہ نسب سے ہوں یا رضاعت کی وجہ سے، یہ سب زانی پر حرام ہیں جیسا کہ حلال وطی کی وجہ سے ہوتا ہے۔'' (ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب النکاح، ج04، ص113، مطبوعہ کوئٹہ)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال ہوا جو اپنے سُسر کے انتقال کے بعد اپنی سوتیلی ساس سے نکاح کرنا چاہتا تھا تو اس کے جواب میں آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: ''نکاح مذکور جائز ہے قال اللہ عزوجل: واحل لکم ماوراء ذلکم۔ **علماء قاطبہ متون وشروح وفتاوی میں محرماتِ صہریہ** زوجاتِ اصول وفروع، **اصولِ وفروعِ زوجات بتاتے ہیں** نہ زوجہِ اصولِ زوجہ۔۔۔ اور سوتیلی ماں لفظ امہات میں ہرگز داخل نہیں۔۔۔ اصل یہ ہے کہ ساس کی حرمت اس وجہ سے نہیں کہ وہ خسر کی زوجہ ہے بلکہ اس لیے کہ وہ زوجہ کی ماں ہے، سوتیلی ساس میں یہ وجہ نہیں لہذا اس کی حلت میں کوئی شبہہ نہیں۔ مسئلہ واضح ہے اور حکم ظاہر۔'' (فتاوی رضویہ، ج11، ص312، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عورت کا نامحرموں سے پردہ کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: **''جو محرم نہیں وہ اجنبی ہے اس سے پردہ کا ویسا ہی حکم ہے جیسے اجنبی سے** خواہ فی الحال اس سے نکاح ہو سکتا ہو یا نہیں۔'' (فتاوی رضویہ، ج11، ص415، رضا فاؤنڈیشن ، لاہور)

ایک دوسرے مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: **''ضابطہ کلیہ ہے کہ نامحرموں سے پردہ مطلقاً واجب؛** اور محارم نسبی سے پردہ نہ کرنا واجب، اگر کریگی گنہگار ہوگی؛ اور محارم غیر نسبی مثل علاقہ مصاہرت ورضاعت ان سے پردہ کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز۔ مصلحت وحالت پر لحاظ ہوگا۔'' (فتاوی رضویہ، ج22، ص240، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اجنبی کے مقابلے میں نامحرم رشتہ داروں سے پردے کی تاکید بیان کرتے ہوئے سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جیٹھ، دیور، بہنوئی، پھپا، خالو، چچازاد، ماموں زاد پھپی زاد، خالہ زاد بھائی سب لوگ عورت کے لئے محض اجنبی ہیں، بلکہ **ان کا ضرر نرے بیگانے شخص کے ضرر سے زائد ہے کہ محض غیر آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈرے گا، اور یہ آپس کے میل جول کے باعث خوف نہیں رکھتے۔ عورت نرے اجنبی شخص سے دفعۃً میل نہیں کھا سکتی، اور ان سے لحاظ ٹوٹا ہوتا ہے۔** لہذا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر عورتوں کے پاس جانے کو منع فرمایا، ایک صحابی انصاری نے عرض کی: یارسول اللہ! جیٹھ دیور کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا: الحموا الموت، رواہ احمد والبخاری عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ **جیٹھ دیور تو موت ہیں۔**'' (فتاوی رضویہ، ج22، ص217، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کیا مرد کا اپنی سوتیلی بیٹیوں سے بھی پردہ ہوگا؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13135

تاریخ اجراء: 09 جمادی الاولیٰ 1445ھ / 24 نومبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مطلقہ عورت جس کی پہلے شوہر سے بیٹیاں ہوں، وہ عورت اگر دوسری شادی کرے اور دوسرے شوہر سے ازدواجی تعلقات بھی قائم ہو جائیں، تو کیا عورت کے دوسرے شوہر کا اپنی سوتیلی بیٹیوں سے پردہ ہو گا یا نہیں؟ اگر پردہ نہیں ہو گا تو کیا اُس عورت کے انتقال کے بعد اُن لڑکیوں سے پردہ ہو گا؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

جس عورت کے ساتھ مرد ازدواجی تعلقات قائم کرلے تو اس مدخولہ عورت کی لڑکی اُس مرد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے، خواہ وہ مدخولہ عورت اس مرد کے نکاح میں موجود رہے یا نہ رہے، بہر صورت اس مدخولہ عورت کی لڑکی سے اس مرد کا نکاح کرنا حرام ہوتا ہے۔ لہذا پوچھی گئی صورت میں دوسرے شوہر کا اپنی سوتیلی بیٹیوں سے پردہ نہیں کہ وہ لڑکیاں حرمتِ مصاہرت کے سبب اس مرد کی ابدی محرمات ہیں۔

سوتیلی بیٹی کے محرم ہونے سے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَرَبَآئِبُکُمُ الّٰتِیۡ فِیۡ حُجُوۡرِکُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِکُمُ الّٰتِیۡ دَخَلۡتُمۡ بِھِنَّ ترجمہ کنزالایمان: اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں اُن بی بیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو۔ (القرآن الکریم، پارہ 04، سورۃ النساء، آیت: 23)

اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیرِ رازی میں ہے: " اعلم أنه تعالى نص على تحريم أربعة عشر صنفا من النسوان۔۔۔ بنات النساء بشرط أن يكون قد دخل بالنساء۔" یعنی اللہ عزوجل نے چودہ عورتوں کے ساتھ نکاح کو واضح طور پر حرام فرمایا۔۔۔ (انہیں محرمات میں سے) عورت کی بیٹیاں بھی ہیں بشرطیکہ اُس عورت کے ساتھ مرد نے دخول کر لیا ہو۔ (التفسیر الکبیر، ج 10، ص 22، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، ملتقطاً)

اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیرِ نور العرفان میں ہے: "**اپنی بیوی کی بیٹی جو دوسرے خاوند سے ہو، وہ حرام ہے اگرچہ ہماری پرورش میں نہ ہو۔ مگر یہ سوتیلی بیٹی** صرف ہمارے لیے حرام ہے اور ہماری اولاد کے لیے حلال **اور ہمارے لیے** بھی **جب حرام ہے جبکہ بیوی سے صحبت کرلی (ہو)۔**" (تفسیرِ نور العرفان، ص 128، مطبوعہ پیر بھائی کمپنی اردو بازار، لاہور)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی آیت کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: "**اس آیہ کریمہ میں زن مدخولہ کی بیٹی حرام فرمائی اور** وصف "الّتی فی حجورکم "یعنی اس کی گود میں پلنا بالاجماع شرط حرمت نہیں۔۔۔ **مناط حرمت صرف وطی ہے اور حاصل آیت کریمہ یہ کہ جس عورت سے تم نے کسی طرح صحبت کی** اگرچہ بلانکاح اگرچہ بروجہ حرام، **اس کی بیٹی تم پر حرام ہوگئی۔**" (فتاوی رضویہ، ج 11، ص 355-354، رضافاؤنڈیشن لاہور، ملتقطاً)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "**بنات الزوجة وبنات اولادھا وان سفلن بشرط الدخول بالام** کذافی الحاوی القدسی سواء کانت الابنة فی حجرہ اولم تکن کذافی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان" یعنی مرد اگر بیوی سے صحبت کرچکا ہے تو اس پر مدخولہ عورت کی لڑکیاں اور اس کی اولاد کی لڑکیاں، یعنی پوتیاں اور نواسیاں حرام ہیں، جیسا کہ حاوی قدسی میں مذکور ہے۔ خواہ وہ لڑکی مرد کی پرورش میں ہو یا نہ ہو، جیسا کہ امام قاضی خان کی شرح جامع صغیر میں مذکور ہے۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب النکاح، ج 01، ص 274، مطبوعہ بیروت)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ "**کیا زوجہ کی لڑکی سے اس کی موجودگی میں نکاح ہوسکتا ہے؟**" آپ علیہ الرحمہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: "**جس عورت سے نکاح کیا اور دخول بھی کرچکا، اس کی لڑکی حرام ہے۔ نہ عورت کی موجودگی میں اس سے نکاح کرسکتا ہے اور نہ اس کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد**، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا "**وَرَبَائِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِن**"۔" (فتاوی امجدیہ، ج 02، ص 89، مکتبہ رضویہ کراچی)

محارم سے پردہ نہیں۔ جیسا کہ فتاوٰی رضویہ میں ہے: "پردہ صرف ان سے نادرست ہے جو بسبب نسب کے عورت پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوں اور کبھی کسی حالت میں ان سے نکاح ناممکن ہو جیسے باپ، دادا، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں، بیٹا، پوتا، نواسا۔" (فتاوی رضویہ، ج 22، ص 235، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

لڑکیوں کا لمبی فراک پہننا کیسا؟

مجیب: مولانا عابد عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-1383

تاریخ اجراء: 25رجب المرجب1445ھ /06فروری2024ء

دارالافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

لڑکیاں آج کل اتنی لمبی فراک پہنتی ہیں کہ زمین پر لگ رہی ہوتی ہے کیا یہ درست ہے؟ اور سنت لباس عورت کا کتنا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورتوں کے لیے حکم یہ ہے کہ اپنے دامن کو نصف پنڈلی سے دو بالشت کی مقدار تک لمبا رکھ سکتی ہیں تا کہ چلنے میں کپڑا اوپر ہو تو قدم ظاہر نہ ہوں۔ اس سے زیادہ مقدار میں لمبا رکھنا منع ہے۔ اور اگر تکبر کی نیت سے ایسا ہو تو یہ ویسے ہی حرام فعل ہو گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ”من جر ثوبه خيلاء لم ينظر الله إليه يوم القيامة، فقالت أم سلمة: فكيف يصنعن النساء بذيولهن؟ قال: يرخين شبرا، فقالت: إذا تنكشف أقدامهن، قال: فيرخينه ذراعا، لا يزدن عليه“ ترجمہ: جس نے تکبر کے طور پر دامن کو گھسیٹا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف رحمت کی نظر نہ فرمائے گا۔ اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: عورتیں اپنا دامن کتنا لمبا رکھیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ایک بالشت تک۔ اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض پھر تو (چلنے میں) ان کے قدم کھل جائیں گے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ایک ذراع کی مقدار تک لمبا رکھیں، اس پر اضافہ نہ کریں۔ (سنن الترمذي، حديث 1731، صفحه 360۔361، مطبوعه: رياض)

لمعات التنقیح میں ہے: وبالجملة المراد أنه على تقدير زيادة الشبر يحتمل أن ينكشف قدمها بطول ساقيها مثلا، وأما بزيادة الذراع وهو الشبران فيحصل الستر قطعا، والحاصل إن اعتبر إزار الرجل أسفل من نصف الساق يكفي زيادة شبر، وإن اعتبر من النصف الحقيقي ويكون ساق المرأة طويلا،

قد يحتمل الانكشاف فيزاد ذراع وهو كاف قطعا، فالزيادة عليها يكون إسبالا. (لمعات التنقیح"

یعنی بالجملہ مراد یہ ہے کہ ایک بالشت کی زیادتی کی صورت میں احتمال ہے کہ پنڈلی کے طویل ہونے کے سبب عورت کے قدم کھل جائیں گے اور ایک ذراع یعنی دو بالشت کی زیادتی کے سبب یقینی طور پر ستر حاصل ہو جائے گا، اور حاصل یہ ہے کہ اگر مرد کے ازار کا نصف پنڈلی سے نیچے اعتبار کیا جائے، تو ایک بالشت کافی ہے اور اگر نصفِ حقیقی کا اعتبار کیا جائے اور عورت کی پنڈلی لمبی ہو، تو اب انکشاف کا خوف ہو گا، لہٰذا ایک ذراع تک اضافہ کیا جائے اور یہ یقینی طور پر کافی ہے، اس سے زیادہ اضافہ کرنا اسبال ہو گا۔ (لمعات التنقیح، جلد7، صفحہ350، مطبوعہ: دار النوادر)

مذکورہ حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "مطلب یہ ہے کہ نصف پنڈلی سے ایک بالشت زیادہ لٹکائے تاکہ ٹخنے بھی ڈھکے رہیں۔۔ ایک بالشت زیادہ رکھنے میں اگرچہ بیٹھنے کی حالت میں تو اس کا ستر چھپا رہے گا مگر چلنے کی حالت میں اس کے قدم ضرور کھلیں گے یا بے احتیاطی میں پنڈلی بھی کھل جائے گی لہٰذا ایک بالشت زیادہ ہونے سے بھی ستر حاصل نہ ہو گا۔ گز سے شرعی گز مراد ہے یعنی ایک ہاتھ یا دو بالشت جو کہ ڈیڑھ فٹ یا اٹھارہ انچ ہوتے ہیں شریعت میں اسی گز کا اعتبار ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دو بالشت زیادہ رکھے اس سے زیادہ نہ کرے ورنہ زمین پر گھسیٹے گا اور نجس ہوتا رہے گا۔" (مراۃ المناجیح، جلد6، صفحہ103، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مرد کا بے پردہ عورتوں کو ٹریننگ دینا کیسا؟

مجیب: مفتی ہاشم صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ شَوَّالُ / ذوالقعدہ 1442ھ جون 2021

دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اسکولوں کے لیے اساتذہ کی نئی بھرتی میں جو نئے اساتذہ منتخب ہوتے ہیں، ان کے لیے پڑھانے کی تربیتی نشستیں قائم کی جاتی ہیں، کیا مرد استاذ کا عورتوں کو ٹریننگ دینا جائز ہے جبکہ ماحول یہ ہو کہ عورتوں کی اکثریت بے پردہ ہو یعنی سر کے بال کھلے ہوں، اور درمیان میں پردہ کے لیے کوئی شے نہ ہو؟ سائل: محمد ذیشان عطّاری (شاہ عالم مارکیٹ، لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

صورتِ مسئولہ میں مرد استاذ کا فی میلز کو ٹریننگ دینا جائز نہیں ہے کہ عورت کے لیے جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے مثلاً سر کے بال، گلا یا کلائی وغیرہ اگر ان میں سے کسی عضو کا کچھ حصہ کھلا ہو تو اسے غیر محرم کے سامنے آنا حرام ہے، نیز ایسے ماحول میں بد نگاہی لازمی طور پر ہوتی ہے جو قرآن و حدیث کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔

شریعتِ مطہرہ نے مَردوں اور عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم فرمایا۔ اللہ عزجلالہ قرآنِ عظیم میں فرماتا ہے: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْؕ-ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْؕ-اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ(۳۰) وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ۪-﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: مسلمان مَردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے۔ بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔

(پ18، النور: 30، 31)

السنن الکبریٰ للبیہقی، مراسیل ابی داؤد اور شعب الایمان میں ہے: عن الحسن، قال: وبلغني ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ" یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے فرمایا: بد نگاہی کرنے والے اور کروانے والے پر اللہ عزّوَجل کی لعنت ہے۔

(شعب الایمان،162/6،حدیث:7788)

امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان رحمۃُ اللہِ علیہ تحریر فرماتے ہیں:"بے پردہ بایں معنی کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کچھ کھلا ہو جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز تو اس طور پر تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے خواہ وہ پیر ہو یا عالم۔ یا عامی جوان ہو، یا بوڑھا۔

(فتاویٰ رضویہ،240/22)

امامِ اہلِ سنّت مجدِّدِ دین و ملت امام احمد رضا خان علیہ الرَّحمہ فرماتے ہیں: لڑکیوں کا۔ اجنبی نوجوان لڑکوں کے سامنے بے پردہ رہنا بھی حرام۔

(ملخصاًفتاویٰ رضویہ،690/23)

بلکہ فی زمانہ بخوفِ فتنہ عورت کا اجنبی مرد کے سامنے اپنا چہرہ کھولنا بھی منع ہے چنانچہ علّامہ علاؤ الدین حصکفی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں:"تمنع المراۃ الشابة من کشف الوجہ بین رجال لخوف الفتنة "ملتقطاًترجمہ: فتنہ کے خوف کی وجہ سے جوان عورت کا مَردوں کے درمیان چہرہ کھولنا منع ہے۔

(درمختار،406/1)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مرد کا سرخ لباس پہننا کیسا ہے؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: Pin-5566

تاریخ اجراء: 18جمادی الثانی1439ھ 07مارچ2018ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ مرد کے لئے سرخ لباس پہننے کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مرد کے لئے کُسُم (ایک قسم کا پھول ہے جس سے گہرا سرخ رنگ نکلتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں، اس) سے رنگا ہوا سُرخ لباس پہننا، ناجائز وممنوع ہے، جبکہ خالص کُسُم سے رنگا ہو یا خالص سے تو نہ ہو، بلکہ اس میں اور رنگوں کی بھی آمیزش ہو، مگر غالب کُسُم ہی ہو۔

چنانچہ کسم سے رنگے ہوئے سرخ لباس کے بارے میں مصنف ابن ابی شیبہ، ج5، ص159، مسند احمد بن حنبل، ج2، ص308 اور سنن ابی داؤد میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، وہ فرماتے ہیں: "نھی عن لبس القسی وعن لبس المعصفر وعن تختم الذھب وعن القراءۃ فی الرکوع" ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ریشمی کپڑے، کسم سے رنگے ہوئے سرخ لباس اور سونے کی انگوٹھی پہننے اور رکوع میں قراءت کرنے سے منع فرمایا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب من کرہہ، ج2، ص205، مطبوعہ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

محیطِ برہانی، مجمع الانہر اور فتاوی شامی میں ہے: "ویکرہ ای للرجال لبس المعصفر والمزعفر، لقول ابن عمر رضی اللہ عنھما: نھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لبس المعصفر وقال: ایاکم والاحمر، فانہ زی الشیطان" ترجمہ: مردوں کے لئے کسم اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا مکروہ ہے، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے اس فرمان کی وجہ سے کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کسم سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے منع کیا اور ارشاد فرمایا: سرخ رنگ سے بچو، کہ یہ شیطان کی ہیئت و وضع ہے۔ (تنویر الابصار مع درمختار، کتاب الخنثی، مسائل شتی، ج10، ص521، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ، پشاور)

اور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''عورت کو ہر قسم کا رنگ جائز ہے۔۔۔۔۔اور مرد کے لئے دو رنگوں کا استثناء ہے: معصفر اور مزعفر، یعنی کسم اور کیسر، یہ دونوں مرد کو ناجائز ہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج22، ص185، مطبوعہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کسم اور زعفران کو دوسرے رنگوں میں ملا کر کپڑا رنگنے کے بارے میں سوال ہوا، تو اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: ''اگر تھوڑے ملائے کہ مستہلک ہو گئے اور ان کا رنگ نہ آیا، تو حرج نہیں، اذ لا حکم للمستھلک ویشیر الیہ کلام التنویر: کرہ لبس المعصفر والمزعفر الاحمر والاصفر للرجال۔ کیونکہ جو چیز ہلاک ہو جائے، اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، اور صاحبِ تنویر الابصار کا یہ کلام بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ: مردوں کے لئے کسم سے رنگے ہوئے سرخ اور زعفران سے رنگے ہوئے زرد کپڑے پہننا مکروہ ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ج22، ص183 تا 184، مطبوعہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اور کسم کے علاوہ خالص سرخ رنگ کا لباس پہننے میں علماء کا اختلاف ہے، لیکن صحیح و معتمد قول یہی ہے کہ جائز ہے، مگر بچنا بہتر ہے، بالخصوص اس صورت میں جب سرخ رنگ زیادہ شوخ ہو۔

چنانچہ در مختار میں کسم اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑوں کی ممانعت بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''ولا باس بسائر الالوان'' ترجمہ: (کسم اور زعفران کے علاوہ) بقیہ رنگوں کے کپڑے پہننے میں حرج نہیں۔ (درمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج9، ص591، مطبوعہ، مکتبہ حقانیہ، پشاور)

اور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا: ''سرخ اور زرد رنگ کا کپڑا پہننا مرد کو جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سے نماز درست ہے یا نہیں؟ اگر پہننا مکروہ ہے، تو اس میں کراہیت تنزیہی ہے یا تحریمی؟ بعض احادیث سے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا سرخ جبہ زیب تن فرمانا ثابت اور زرد ملبوس رنگنا ظاہر۔۔اور بعض احادیث سے اس کی نہی پیدا و ہویدا۔۔ معصفر و مزعفر کی کیا تشریح ہے؟

تو اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: ''کسم کا رنگا ہوا سرخ اور کیسر کا زرد، جنھیں معصفر و مزعفر کہتے ہیں مرد کو پہننا، ناجائز و ممنوع ہے اور ان سے نماز مکروہ تحریمی، اور ان کے سوا اور رنگت کا زرد بلا کراہت مباح خالص ہے، خصوصاً زرد جوتا مورثِ سرور و فرحت۔۔

اور خالص سرخ غیر معصفر میں اضطرابِ اقوال ہے اور صحیح و معتمد جواز، بلکہ علامہ حسن شرنبلالی نے فرمایا: اس کا پہننا مستحب۔ حق یہ کہ احادیثِ نہی، سرخ معصفر کے بارے میں ہیں۔۔اور احادیثِ جواز، سرخ غیر معصفر میں، اور

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا سرخ جوڑا پہننا بیانِ جواز کے لئے ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج22، ص194تا197، مطبوعہ، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک مقام پر مرد کے لئے شوخ رنگ پہننے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: "اور خالص شوخ رنگ بھی اسے (یعنی مرد کو پہننا) مناسب نہیں۔ حدیث میں ہے: "ایا کم والحمرة فانھا من زی الشیطان" سرخ رنگ سے بچو، کیونکہ یہ شیطان کی ہیئت و وضع ہے۔ باقی رنگ فی نفسہ جائز ہیں، کچے ہوں یا پکے۔ ہاں! اگر کوئی کسی عارض کی وجہ سے ممانعت ہو جائے، تو وہ دوسری بات ہے۔ جیسے ماتم کی وجہ سے سیاہ لباس پہننا حرام ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج22، ص185، مطبوعہ، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے، گہرا رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے، دونوں کا ایک حکم ہے۔ عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں۔ ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد، سرخ، دھانی، بسنتی، چمپئی، نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں، اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے، خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو، مرد اس کو بالکل نہ پہنے۔" (بہارِ شریعت، ج3، ص415، مطبوعہ، مکتبۃ المدینہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سرخ لباس پہننا ثابت ہے اس پر بھی علماء نے یہ فرمایا ہے کہ وہ خالص سرخ نہیں بلکہ سرخ دھاری دار لباس تھا۔ چنانچہ جامع ترمذی میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، وہ فرماتے ہے کہ: "رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلة اضحیان، فجعلت انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی القمر وعلیہ حلة حمراء، فاذا ھو عندی احسن من القمر" ترجمہ: میں نے (ایک دفعہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا اور میں کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرخ جبہ پہنے ہوئے تھے، پس میرے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (جامع ترمذی، ابواب الاستیذان، باب ماجاء فی الرخصة فی لبس الحمرة للرجال، ج2، ص108، مطبوعہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اس حدیثِ مبارکہ کے تحت محدثین کرام رحمھم اللہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ دھاری دار تھا۔ چنانچہ مرقاۃ المفاتیح میں علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہے: "ان المراد بھا ثیاب ذات خطوط ای لا حمراء خالصة وھو المتعارف في برود الیمن، وھو الذی اتفق علیہ اھل اللغة" ترجمہ: اس جبہ

سے مراد دھاری دار کپڑا ہے، یعنی خالص سرخ مراد نہیں، کیونکہ یمنی چادریں ایسی ہی ہوتی تھیں، اس پر اہلِ لغت کا اتفاق ہے۔ (مرقاۃ الفاتیح، ج7، ص2785، مطبوعہ، دار الفکر، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مرد کا عورت کے کپڑے جوتے اور دیگر اشیا استعمال کرنا کیسا ہے؟

مجیب: محمد عرفان مدنی عطاری

مصدق: مفتی محمد ھاشم خان عطاری

فتوی نمبر: 41

تاریخ اجراء: 17 صفر المظفر 1439ھ 07 نومبر 2017ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرد کا عورت کے کپڑے، جوتے وغیرہ اشیاء کو استعمال کرنا کیسا ہے، اور اس میں محرم و غیر محرم اور عمر کا کوئی فرق ہو گا یا نہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

مرد خواہ محرم ہو یا غیر محرم اسے زنانہ کپڑے، جوتے یا کوئی اور زنانہ چیز اپنے استعمال میں لانا، جائز نہیں کہ اس میں عورتوں سے مشابہت ہے اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والوں پر حدیث پاک میں لعنت آئی ہے، پس جب علت مشابہت ہے تو محرم و غیر محرم ہر دو کے لیے ناجائز ہے کہ مشابہت دونوں صورتوں میں ہے، اسی طرح عمر کے جس حصے میں استعمال کیا جائے گا تو تشبہ پایا جائے گا لہذا بوڑھا کرے یا جوان ہر دو صورت میں ناجائز ہے حتی کہ اگر چھوٹے بچے کو والدین وغیرہ پہنائیں گے تو یہ پہنانے والے گنہگار ہوں گے۔ چنانچہ صحیح بخاری، جامع ترمذی، سنن ابو داؤد، ابن ماجہ و دیگر کتب احادیث میں حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں: "لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبھین من الرجال بالنساء، والمتشبھات من النساء بالرجال" ترجمہ: اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کریں۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء، والمتشبھات بالرجال، ج2، ص874، مطبوعہ کراچی)

بخاری شریف کے ترجمۃ الباب کے تحت علامہ عینی علیہ الرحمہ عمدۃ القاری میں ارشاد فرماتے ہیں: "تشبہ الرجال بالنساء فی اللباس والزینۃ التی تختص بالنساء مثل لبس المقانع والقلائد والمخانق والاسورۃ

والخلاخل والقرط ونحو ذلک مما لیس للرجال لبسه۔۔۔۔ وکذلک لا یحل للرجال التشبه بھن فی الافعال التی ھی مخصوصة بھن کالانخناث فی الأجسام والتأنیث فی الکلام والمشی" ترجمہ: مردوں کا عورتوں سے لباس میں مشابہت اختیار کرنا منع ہے، اور ایسی زینت میں مشابہت اختیار کرنا منع ہے، جو عورتوں کے ساتھ خاص ہے، مثلا اوڑھنی، ہار، مالا، کنگن، پازیب، بالی اور ان کی مثل وہ چیزیں، جو مرد نہیں پہنتے۔۔۔اسی طرح مردوں کو عورتوں کے ساتھ ان افعال میں تشبہ جائز نہیں جو عورتوں کے ساتھ خاص ہوں، جیسے جسموں میں لچک اور گفتگو اور چلنے میں زنانہ پن پیدا کرنا"۔ (عمدۃ القاری، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنسائ، والمتشبھات بالرجال، ج22، ص41، مطبوعہ بیروت)

ابوداؤد، سنن نسائی وابن ماجہ وغیرہ میں خاص طور پہ پہننے والی چیزوں کے متعلق حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: "لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل یلبس لبسة المراة، والمراة تلبس لبسة الرجل" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اس مرد پر کہ عورت کا پہناوا پہنے، اور اس عورت پر کہ مرد کا پہناوا پہنے" (سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، ج2، ص212، مطبوعہ لاھور)

جوتا پہننے کے متعلق بھی سنن ابوداؤد میں واضح نص موجود ہے، چنانچہ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں: "قیل لعائشة رضی اللہ عنھا: ان امراة تلبس النعل، فقالت: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجلة من النساء" ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی (وضع اختیار کرنے والی) عورتوں پر لعنت فرمائی۔ (سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، ج2، ص212، مطبوعہ لاھور)

اس کے تحت مراۃ المناجیح میں ہے: "معلوم ہوا کہ مردوں عورتوں کے جوتوں میں بھی فرق چاہئے، صورت، لباس، جوتا، وضع قطع سب میں ہی عورت مردوں سے ممتاز رہے۔" (مراۃ المناجیح، ج6، ص176، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

فتاوی رضویہ میں ہے "ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ کسی ایک بات میں بھی مرد کو عورت، عورت کو مرد کی وضع لینی حرام وموجب لعنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے گیسو انتہا درجہ شانہ مبارک تک رہتے بس یہیں تک حلال ہے آگے وہی زنانہ خصلت ہے بلکہ علماء نے اس سے بھی ہلکی بات میں مشابہت پر وہی حکم لعنت بتایا۔ درمختار میں ہے: غزل الرجل علی ھیأة غزل المرأة یکرہ۔ ترجمہ: کسی مرد کا عورت کے سوت کاتنے کی طرح سوت کاتنا مکروہ ہے۔ ردالمحتار میں ہے: لما فیہ من التشبه بالنساء وقد لعن علیہ الصلوٰة والسلام المتشبھین

والمتشبہات۔ اس لئے کہ اس میں عورتوں سے مشابہت ہے۔اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان مردوں پر لعنت فرمائی (جو عورتوں سے)مشابہت اختیار کریں،اوران عورتوں پر بھی لعنت فرمائی جو مردوں سے مشابہت اختیار کریں۔"
(فتاوی رضویہ،ج21،ص602،رضافاونڈیشن،لاہور)

مراۃالمناجیح میں ہے "مرد کا عورتوں کی طرح لباس پہننا،ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا،عورتوں کی طرح بولنا،ان کی حرکات وسکنات اختیار کرناسب حرام ہے کہ اس میں عورتوں سے تشبیہ ہے،اس پرلعنت کی گئی بلکہ داڑھی مونچھ منڈانا حرام ہے کہ اس میں بھی عورتوں سے مشابہت اور عورتوں کے سے لمبے بال رکھنا،ان میں مانگ چوٹی کرنا حرام ہے کہ ان سب میں عورتوں سے مشابہت ہے،عورتوں کی طرح تالیاں بجانا،مٹکنا،کوے بلاناسب حرام ہے،اسی وجہ سے۔"
(مراۃالمناجیح،ج6،ص152،نعیمی کتب خانہ،گجرات)

نابالغ لڑکوں کو عورتوں والی چیز پہنانے والا گنہگار ہوگا،اس کے حوالے سے درمختار میں ہے "ویکرہ للولی الباس الخلخال اوالسوارلصبی "ترجمہ:اورولی کے لیے مکروہ ہے بچے کو پازیب یا کنگن پہنانا۔

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے "قولہ:(للصبی)ای الذکر لانہ من زینۃ النساء "ترجمہ:مصنف نے جو بچہ کہااس سے مذکر بچہ مراد ہے اور مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عورتوں کی زینت سے ہے۔(الدرالمختاروردالمحتار،کتاب الحظروالاباحۃ،فصل فی البیع،ج06،ص420،دارالفکر،بیروت)

الاشباہ والنظائر میں ہے "ولا يجوز للولي إلباسه الحرير والذهب۔۔۔ولا أن يخضب يده أو رجله بالحناء"ترجمہ:اورولی کے لیے بچے کو ریشم اور سونا پہنانا جائز نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ اس کے ہاتھ یاپاؤں کو مہندی کے ساتھ رنگے۔

اس کے تحت غمزالعیون میں ہے:"قوله: ولا يجوز للولي إلباسه الحرير إلخ. يعني يكره تحريما أن يلبس الذكور من الصبيان الحرير والذهب لأن التحريم لما ثبت في حق الذكور فكما لا يباح اللبس لا يباح الإلباس "ترجمہ:مصنف نے جو فرمایا کہ بچوں کو ریشم وغیرہ پہنانا ولی کے لیے جائز نہیں اس کا مطلب ہے کہ ولی کے لیے مکروہ تحریمی ہے یہ بات کہ وہ مذکر بچوں کو ریشم اور سونا پہنائے کیونکہ حرمت جب مردوں کے حق میں ثابت ہوئی ہے تو جس طرح پہننا جائز نہیں اسی طرح پہنانا بھی جائز نہیں۔(غمزعیون البصائر،احکام الصبیان،ج03،ص330،دارالکتب العلمیۃ،بیروت)

بہار شریعت میں ہے "لڑکیوں کے کان ناک چھید نا جائز ہے اور بعض لوگ لڑکوں کے بھی کان چھدواتے ہیں اور دریا پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اور اسے زیور پہنانا بھی ناجائز۔" (بہار شریعت، ج03، حصہ16، ص596، مکتبۃ المدینہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مرد و عورت کے لیے چوڑی دار پاجامہ پہننا کیسا؟

مجیب: مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

فتوی نمبر: 15

تاریخ اجراء: 01 ربیع الاول 1439ھ/20 نومبر 2017ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرد یا عورت کو چوڑی دار پاجامہ پہننا کیسا ہے؟ نیز اسے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم کیا ہو گا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مرد و عورت دونوں کو چوڑی دار پاجامہ پہننا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جسم سے بالکل چمٹا ہوا ہوتا ہے، جس سے اعضا کی ہیئت بالکل واضح نظر آتی ہے جو کہ ایک طرح کی بے ستری ہی ہے۔ نیز یہ فاسقوں کا لباس ہے اور فاسقوں کی مشابہت سے بچنے کا حکم ہے، لہذا چوڑی دار پاجامہ پہننا مکروہ ہے، چوڑی دار پاجامہ پہن کر نماز تو ہو جاتی ہے مگر مکروہ کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

عورتوں کو جسم سے چپکے ہوئے لباس کی ممانعت کے متعلق امام شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس کے کپڑوں کی طرف دیکھنے کا حکم نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: "وهذا إذا لم تكن ثيابها بحيث تلصق في جسدها وتصفها حتى يستبين جسدها فإن كان كذلك فينبغي له أن يغض بصره عنها لما روي عن عمر رضي الله تعالى عنه أنه قال لا تلبسوا نساء كم الكتان ولا القباطي فإنها تصف ولا تشف" ترجمہ: یہ جواز کا حکم اس صورت میں ہے جبکہ عورت کے کپڑے اس کے جسم سے چمٹے ہوئے اس کے جسم کی ہیئت کو واضح نہ کرتے ہوں، اگر ایسے کپڑے ہوں تو اس عورت کو دیکھنے سے بچنا ہو گا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا، اپنی عورتوں کو کتان اور قبطی کپڑے نہ پہناؤ کیونکہ وہ تو جسم کی صفت بیان کرتے ہیں نہ کہ چھپاتے ہیں۔ (المبسوط للسرخسی، کتاب الاستحسان، ج10، ص162، مطبوعہ کوئٹہ)

چوڑی دار پاجامہ پہننے کی ممانعت کے متعلق امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”چوڑی دار پاجامہ پہننا منع ہے کہ وضع فاسقوں کی ہے۔۔۔ **یونہی بوتام لگا کر پنڈلیوں سے چمٹا ہوا بھی ثقہ لوگوں کی وضع نہیں۔ آدمی کو بد وضع لوگوں کی وضع سے بھی بچنے کا حکم ہے** یہاں تک کہ علماء درزی اور موچی کو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص فاسقوں کے وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے نہ سیے اگرچہ اس میں اجر کثیر (بہت زیادہ مال) ملتا ہو۔“ (فتاوی رضویہ، ج22، ص172، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن جسم سے چپکے ہوئے لباس کے متعلق فرماتے ہیں: ”یونہی تنگ پائچے بھی نہ چوڑی دار ہوں نہ ٹخنوں سے نیچے، نہ خوب چست بدن سے سلے کہ یہ سب وضع فساق ہے اور **ساتر عورت کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے، یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے۔** حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی کہ نساء کاسیات عاریات ہوں گی کپڑے پہنے ننگیاں، اس کی وجوہ تفسیر سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ایسے تنگ چست ہوں گے کہ بدن کی گولائی فربہی انداز اوپر سے بتائیں گے جیسے بعض لکھنؤ والیوں کی تنگ شلواریں چست کُرتیاں۔“ (فتاوی رضویہ، ج22، ص-163 162، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مرد و عورت دونوں کے لیے چوڑی دار پاجامہ پہننے کی ممانعت کے بارے میں صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ”بعض لوگ چوڑی دار پاجامہ پہنتے ہیں، اس میں بھی ٹخنے چھپتے ہیں اور عضو کی پوری ہیات نظر آتی ہے۔ عورتوں کو بالخصوص چوڑی دار پاجامہ نہیں پہننا چاہیے۔“ (بہار شریعت، ج3، ص417، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

موٹا کپڑا جو جسم سے چپکا ہوا ہو اس میں نماز ہو جانے اور پہننے کی ممانعت کے متعلق بہار شریعت میں ہے ”دبیز کپڑا جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو، مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیات معلوم ہوتی ہے، ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی، مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا، جائز نہیں اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لیے بدرجہ اُولیٰ ممانعت۔ بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں، اس مسئلہ سے سبق لیں۔“ (بہار شریعت، ج1، ص480، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مسلمان لڑکی کا راکھی باندھنا

مجیب: مولانا محمد سعید عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-1953

تاریخ اجراء: 17 صفر المظفر 1445ھ /04 ستمبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

میرا سوال یہ ہے کہ ہمارے یہاں ہند میں سکول میں ہماری بچیاں پڑھتی ہیں وہ سکول غیر مسلم کا ہے، ابھی رکشہ بندھن کا تہوار آنے والا ہے جو کہ ہندوؤں کا تہوار ہے اور سکول میں یہ منایا جاتا ہے، ساری بچیاں سکول میں اپنے کلاس کے لڑکوں کو راکھی باندھتی ہیں، مسلمانوں کی بچیوں کو بھی بولا جاتا ہے کہ آپ بھی اپنے کلاس کے لڑکوں کو راکھی باندھیں، ہماری بچی یہ کہتی ہے کہ ہمیں راکھی لے کر دیجئے ہمیں سکول میں لے کر جانے کا کہا ہے، میرا سوال یہ ہے کہ کیا چھوٹی بچیاں سکول کی رسم کے طور پر کسی کو راکھی باندھ سکتی ہیں؟ اور راکھی لے کر دینا چاہیے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

راکھی باندھنا یا بندھوانا ناجائز و حرام اور گناہ کا کام ہے اس لیے کہ یہ ہندوؤں کا قومی شعار ہے اور کسی بھی کافر کے قومی شعار کو اختیار کرنا حرام و گناہ ہوتا ہے خواہ یہ سکول کی رسم کے نام پر ہو یا برضا و رغبت دونوں کا حکم یکساں ہے۔ نیز اس کام کے لیے بچوں کو راکھی خرید کر دینا بھی ناجائز و حرام ہے کہ یہ گناہ پر ان کی مدد و تعاون ہے جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں منع فرمایا ہے۔

نوٹ: یاد رہے بچوں کو غیر مسلموں کے سکول میں تعلیم دلوانا ناجائز و حرام اور ایمان کی بربادی کا باعث ہے کہ کفار کی صحبت ایمان کی ہلاکت کا سبب ہے۔ خصوصاً اس کی شاگردی اختیار کرنا اور وہ بھی بچے کے لیے کہ وہ خالی الذہن ہوتے ہیں اور اس عمر میں جو ان کے ذہن میں نقش کر دیا جائے وہ مٹانا مشکل ہوتا ہے۔

اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪-وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (سورہ مائدہ، آیت نمبر 2)

امام ابو بکر احمد الجصاص علیہ الرحمۃ مذکورہ بالا آیت کریمہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: ''﴿ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾نھی عن معاونۃ غیرنا علی معاصی اللہ تعالی '' ترجمہ: آیت کریمہ ﴿ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾ میں اللہ تعالی کی نافرمانی والے کاموں میں دوسرے کی مدد کرنے سے منع کیا گیا ہے۔(احکام القرآن، جلد2، صفحہ429،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

شیخ القرآن مفتی محمد قاسم قادری دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں:"یہ انتہائی جامع آیتِ مبارکہ ہے، نیکی اور تقوی میں ان کی تمام انواع واقسام داخل ہیں اور اثم اور عدوان میں ہر وہ چیز شامل ہے جو گناہ اور زیادتی کے زمرے میں آتی ہو۔"(صراط الجنان، جلد3، صفحہ424، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ سے راکھی باندھنے اور بندھوانے کے متعلق سوال ہوا، تو جواباً ارشاد فرمایا:"(جنہوں نے باندھا یا بندھوایا) وہ سب فاسق وفاجر، گنہگار، مستحق عذابِ نار ہوئے، لیکن کافر نہ ہوئے، اس لئے کہ یہ راکھی بندھن پوجا نہیں، ان کا قومی تیوہار ہے اور ان کا یہ قومی شعار ہے، مذہبی شعار نہیں، کسی بھی کافر کے قومی شعار کو اختیار کرنا حرام و گناہ ہے۔"(فتاوی شارح بخاری، جلد2، صفحہ566، مکتبہ برکات المدینہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

میک اپ آرٹسٹ کا دلہن کی تصاویر اشتہار کے لئے سوشل میڈیا پر ڈالنا

مجیب: مولانا محمد انس رضا عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-2500

تاریخ اجراء: 08شعبان المعظم1445ھ /19فروری2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

میں ایک میک اپ آرٹسٹ ہوں۔ اور اپنے کام کی تشہیر کے لئے سوشل میڈیا پر میں نے اکاؤنٹ بنایا ہوا ہے اور جس دلہن کو تیار کرتی ہوں ان کی تصاویر وغیرہ اپنے پیج پر لگاتی ہوں۔ تو کیا ایسے مجھے اپنے کام کی تشہیر کرنے کی اجازت ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

دریافت کردہ صورت میں آپ کا بے پردہ عورتوں کی تصاویر سوشل میڈیا پر لگانا ناجائز و حرام اور اشاعتِ فاحشہ ہے کہ وہ تصاویر جتنے افراد دیکھیں گے اور آگے شیئر کریں گے، ان سب کے گناہوں کے برابر آپ کو گناہ ملے گا۔

صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی، مسند احمد، مسند ابی یعلی، صحیح ابن حبان اور المعجم الأوسط میں ہے: (واللفظ للاول) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ومن دعا الی ضلالة کان علیه من الاثم مثل آثام من تبعه لا ینقص ذلك من آثامهم شیئا" ترجمہ: جو کسی کو امرِ ضلالت کی طرف بلائے؛ جتنے اس کے بلانے پر چلیں، ان سب کے برابر اس پر گناہ ہوگا اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (الصحیح لمسلم، کتاب العلم، جلد4، صفحہ2060، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام اہل سنت اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "میں نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ ایسی محافل میں جتنے لوگ کثرت سے جمع کئے جائیں گے، اسی قدر گناہ و وبال صاحبِ محفل و داعی پر بڑھے گا۔ حضار سب گنہگار اور اُن سب کا گناہ گانے بجانے والوں پر اور اُن کا، اِن کا سب کا بلانے والوں پر۔ بغیر اس کے کہ اُن میں کسی کے اپنے گناہ میں کچھ کمی ہو مثلاً دس ہزار حضار کا مجمع ہے، تو ان میں ہر ایک پر ایک ایک گناہ اور فرض کیجئے تین اقوال

تو اُن میں ہر ایک پر اپنا گناہ اور دس دس ہزار گناہ حاضرین کے، یہ مجموعہ چالیس ہزار چار اور ایک اپنا، کل چالیس ہزار پانچ گناہ داعی وبانی پر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: من دعا الیٰ ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من تبعہ لا ینقص ذلک من اٰثامھم شیئا رواہ الائمۃ احمد والستۃ الا البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ ایسے محرمات کو معاذ اللہ موجب قربت جاننا جہل وضلال اور ان پر اصرار کبیرہ شدید الوبال اور دوسروں کو ترغیب اشاعت فاحشہ واضلال، والعیاذ باللہ من سوء الحال۔ (فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ150، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اجنبی مرد و عورت کا مصافحہ کرنا کیسا؟

ریفرنس نمبر:FSD-8117 تاریخ:07-11-2022

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلے کے بارے میں کہ ہم مسلمان ہیں، مغربی ممالک میں رہتے ہیں، وہاں مختلف اداروں، دفاتر، تعلیمی اداروں اور انسٹیٹیوٹس وغیرہا میں بسا اوقات مسلمان مرد یا عورتوں کو مختلف مواقع پر اجنبی مردوں یا عورتوں سے مصافحہ کرنا پڑتا ہے، اب اگر وہاں مصافحہ کے لیے ہاتھ نہ بڑھایا جائے، تو دوسرے فرد کی طرف سے ملازمت وغیرہ کی صورت میں ضرر یا نقصان وغیرہ پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ کیا شرعاً مسلمانوں میں اِس صورت میں مصافحہ کرنے کی اجازت ہوگی یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عورت کا نامحرم مرد یا مرد کا نامحرم عورت سے ہاتھ ملانا، ناجائز و گناہ، حرام اور تعلیماتِ دینیہ کے صریح خلاف ہے۔ یاد رکھیے! دینِ اسلام ہر اُس راستے کو بند کرتا ہے، جو بے حیائی، بے راہ رَوِی اور فتنے کا دروازہ کھولے، لہذا صرف اَدنیٰ اندیشے اور احتمال کے سبب کہ اگر ہاتھ نہ ملایا، تو جاب (Job) کے حوالے سے نقصان ہو سکتا ہے، یہ ہرگز ہاتھ ملانے کو جائز نہیں کرتا۔ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیے اور اپنے لاشعور کو اِس خدائی وعدے کا یقین دلائیے کہ جو اللہ سے ڈرے، احکاماتِ شرعیہ کی پابندی کرے اور خدا کی مقرر کردہ حدود کی رعایت رکھے، تو اللہ تعالیٰ ضرور اُس کے لیے راہیں کھولتا اور معاشی اعتبار سے اُس پر وہاں سے رزق کے دروازے کھولتا ہے کہ جہاں اُس کے وہم اور خیال کی رسائی تک نہیں ہوتی، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:﴿وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا(۲) وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُؕ وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے

نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے، تو وہ اسے کافی ہے، بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے، بیشک اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔"

(پارہ 28، سورۃ الطلاق، آیت 3،2)

آپ حکمِ شرعی کی پاس داری کیجیے، نامحرم سے مصافحہ کرنے سے مکمل اجتناب کیجیے اور جس کام کا شریعت آپ سے تقاضا کر رہی ہے، اُسے ہی سرانجام دیجیے کہ یہ صبر ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: "بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔" (پارہ 2، البقرۃ، آیت 153) اور شرعی احکامات پر کاربندی بھی صبر ہی کی ایک نوع ہے، چنانچہ امام راغب اصفہانی (سالِ وفات: 502ھ / 1108ء) لکھتے ہیں: "الصبر حبس النفس علی ما یقتضیه العقل والشرع" ترجمہ: صبر کا معنی ہے کہ نفس کو اس چیز پر روکنا کہ جس پر رکنے کا عقل اور شریعت تقاضا کر رہی ہو۔

(المفردات فی غریب القرآن، جلد 2، صفحہ 359، مطبوعہ مکتبۃ نزار مصطفی الباز)

لہٰذا شرعی حکم کی پابندی کرنا اور نامحرم سے مصافحہ کرنے سے باز رہنا، صبر ہے اور اوپر معلوم ہو چکا کہ خدا کی تائید و نصرت صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، تو جب قادرِ مطلق کی مدد حاصل ہے، تو پھر تنگیِ رزق کا وہم نکال دیجیے۔ پریشانی یا ضرر کی صورت میں اللہ تعالیٰ اپنی مشیّت و حکمت و علم کے مطابق اسباب پیدا فرمائے گا، کہ رزّاقِ حقیقی وہی ہے اور اُسی کی بارگاہِ رزاقیت سے جملہ مخلوقات تک رزق کی ترسیل ہے۔

حکیم و ہادی خدا نے بدکاری بلکہ اُس کی طرف لے جانے والے کاموں سے بھی دور رہنے کا حکم ارشاد فرمایا، چنانچہ فرمایا گیا: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِیْلًا﴾ ترجمہ کنزالعرفان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔ **(پارہ 15، سورۃ الاسراء، آیت 32)**

اِس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نَسَفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 710ھ / 1310ء) لکھتے ہیں: "نهي عن دواعي الزنا كالمس والقبلة ونحوهما" ترجمہ: اِس آیت مبارکہ میں زِنا کی طرف لے جانے والے اُمور مثلاً چھونے، بوسہ لینے اور اِن جیسے دیگر کاموں سے منع کیا گیا ہے۔

(تفسیر نسفی، جلد 2، صفحہ 255، مطبوعہ دار الکلم الطیب، بیروت)

نامحرم سے ہاتھ ملانے اور چھونے کے متعلق نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "لأن يطعن في رأس أحد كم بمخيط من حديد خير له من أن يمس امرأة لا تحل له" ترجمہ: تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کا سُوا (بڑی سوئی) چُبھو دیا جائے، یہ اِس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ نامحرم خاتون کو چھوئے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، جلد 20، صفحہ 211، مطبوعہ قاھرہ)

جمع الجوامع میں ہے: "لأن يكون في رأس رجل مشط من حديد حتى يبلغ العظم خير من أن تمسه امرأة ليست له بمحرم" ترجمہ: کسی شخص کے سر میں لوہے کی کنگھی پھیری جائے، حتی کہ وہ اُس کا گوشت چیرتی ہوئی ہڈی تک پہنچ جائے، یہ اِس سے بہتر ہے کہ کوئی ایسی عورت اُس مرد کو چھوئے جو اُس کی محرم نہ ہو۔

(جمع الجوامع، جلد 6، صفحہ 546، مطبوعہ دار السعادۃ، الازھر الشریف)

حضور اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے عورتوں سے جب بھی بیعت لی، کبھی بھی اُن کا ہاتھ نہ تھاما، چنانچہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا بتاتی ہیں: "واللہ ما مست يده يد امرأة قط في المبايعة، وما بايعهن إلا بقوله" ترجمہ: اللہ کی قسم! دورانِ بیعت نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ہاتھ نے کبھی بھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ عورتیں ہمیشہ زبان سے ہی بیعت کرتیں۔ **(صحیح البخاری، جلد 3، صفحہ 189، مطبوعہ دار طوق النجاۃ، بیروت)**

ایک موقع پر صحابیات نے بیعت کے لیے نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اپنا ہاتھ آگے بڑھانے کی درخواست کی، تو نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے منع فرمایا، چنانچہ نسائی شریف میں ہے: "هلم نبايعك يا رسول الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إني لا أصافح النساء" ترجمہ: اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں، تو نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ **(سنن النسائی، جلد 7، صفحہ 149، مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب)**

جوان لڑکی سے مصافحہ کے متعلق علامہ زَیْلَعی حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 743ھ / 1342ء) لکھتے ہیں: "قال عليه الصلاة والسلام «من مس كف امرأة ليس منها بسبيل وضع على كفه جمر يوم القيامة» وهذا إذا كانت شابة تشتهى، وأما إذا كانت عجوزا لا تشتهى فلا بأس بمصافحتها، ومس يدها لانعدام خوف الفتنة" ترجمہ: نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس نے کسی عورت کی ہتھیلی کو چھوا، حالانکہ اُس کے لیے اُس

عورت کی ہتھیلی چھونے کا کوئی جواز نہ تھا، تو قیامت کے دن اُس کی ہتھیلی پر انگارہ رکھا جائے گا۔ (امام زیلعی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ) یہ وعید اُس صورت میں ہے کہ جب لڑکی مشتہاۃ ہو، البتہ اگر بوڑھی ہو کہ جس سے شہوت کا اندیشہ نہ ہو، تو اُس سے مصافحہ کرنے اور اُس کے ہاتھ کو چھونے میں کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ بوڑھی عورت کی صورت میں فتنے کا خوف معدوم ہوتا ہے۔ **(تبیین الحقائق، جلد 7، کتاب الکراھیۃ، صفحہ 40، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)**

موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے: ”مصافحة الرجل للمرأة الأجنبية الشابة فقد ذهب الحنفية والمالكية والشافعية والحنابلة في الرواية المختارة إلى تحريمها، وقيد الحنفية التحريم بأن تكون الشابة مشتهاة“

ترجمہ: مرد کا جوان عورت سے مصافحہ کرنا۔ اِس مسئلہ میں احناف، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے مختار قول کے مطابق یہ حکم ہے کہ یہ حرام ہے۔ احناف اِس مسئلہ میں حرمت کا قول اُس وقت کرتے ہیں کہ جب لڑکی جوان ہو۔

(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیہ، جلد 37، صفحہ 359، مطبوعہ وزارتِ اوقاف، کویت)

مصافحہ کے احکامات عمر اور طبعی کیفیات کی بنا پر مختلف ہیں۔ فقہائے کرام نے اُن کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ لیکن فی زمانہ حالات کی ابتری کسی پر مخفی نہیں، لہذا بہتر ہے کہ عورت اور مرد کے مابین جائز مصافحہ کی صورت میں بھی احتیاط ہی اختیار کی جائے۔

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

11 ربیع الثانی 1444ھ/07 نومبر 2022ء

بچی پر پردہ کرنا کس عمر میں لازم ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بچی پر کس عمر میں غیر محارم سے شرعی پردہ کرنا ضروری ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

بچی جب پندرہ سال کی ہو جائے تو اسے سب غیر محارم سے پردہ کرنا واجب ہے اور نو سال سے پندرہ سال تک اگر آثارِ بلوغ (یعنی بالغ ہونے کی علامات: حیض آنا یا احتلام ہونا یا حاملہ ہونا) ظاہر ہوں، تو پھر بھی پردہ واجب ہے اور اگر آثار بلوغ ظاہر نہ ہوں، تو پردہ واجب تو نہیں ہے، البتہ مستحب ضرور ہے، خصوصاً بارہ سال کی ہو، تو بہت مؤکد (یعنی سخت تاکید ہے) کہ یہ بالغہ ہونے اور شہوت کے کمال تک پہنچنے کا قریبی زمانہ ہے۔ نو سال سے کم عمر کی لڑکی کے لیے اگرچہ پردے کا استحبابی حکم بھی نہیں، مگر بچی کی عادت بنانے کے لیے اسے پردے کے احکام و اداب پہلے سے ہی سکھانا و شوق دلانا چاہیے، تاکہ جب پردہ کرنے کی عمر کو پہنچے، تو بلا جھجک کر سکے، ورنہ ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ شروع سے کوئی تعلیم نہیں دیتے اور بچی بالغہ ہو جاتی ہے، تو پھر وہ والدین کی بات ماننے کو تیار نہیں ہوتی اور پردے سے بچنے کے لیے طرح طرح کے بہانے و عذر تراشتی ہے۔

قرآن پاک میں ہے: ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور وہ دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔ (سورۃ النور، سورۃ 24، آیت 31)

سنن الصغیر للبیہقی میں ہے: ”عن عائشة، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال يا أسماء إن المرأة إذا بلغت المحيض لم يصلح أن يرى منها إلا هذا وهذا، وأشار إلى كفه ووجهه“ ترجمہ: حضرت عائشہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اسماء! جب عورت بالغہ ہو جائے تو اس کے لئے درست نہیں کہ وہ اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کے سوا کسی حصے کو ظاہر کرے۔

(السنن الصغیر للبیہقی، کتاب النکاح، باب النظر إلی امرأۃ، جلد3، صفحہ12، الدراسات الإسلامیۃ، کراچی)

فتاوی رضویہ میں سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”نو برس سے کم کی لڑکی کو پردہ کی حاجت نہیں اور جب پندرہ برس کی ہو سب غیر محارم سے پردہ واجب اور نو سے پندرہ تک اگر آثارِ بُلوغ ظاہر ہوں تو (بھی پردہ) واجب، اور نہ ظاہر ہوں تو مُستحب خصوصاً بارہ برس کے بعد بہت مُؤکّد (یعنی سخت تاکید ہے) کہ یہ زمانہ قُربِ بُلوغ وکمالِ اِشتِہا کا ہے۔ ومن لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل۔“

(فتاویٰ رضویہ جلد23، صفحہ639، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

جنتی زیور میں علامہ عبد المصطفی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جب وہ (لڑکی) سات برس کی ہو جائے تو اس کو نماز وغیرہ ضروریات دین کی باتیں تعلیم کریں اور پردہ میں رہنے کی عادت سکھائیں۔“

(جنتی زیور، صفحہ28، مطبوعہ جہلم)

فتاوی رضویہ میں لڑکی کے بالغہ ہونے کے بارے میں ہے: ”لڑکی کم سے کم نو برس کامل اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال کامل کی عمر میں بالغہ ہوتی ہے۔ اس بیچ میں آثار بلوغ پیدا ہوں تو بالغہ ہے ورنہ نہیں۔ آثار بلوغ تین ہیں: حیض آنا یا احتلام ہونا یا حمل رہ جانا، باقی بغل میں یا زیر ناف بال جمنا یا پستان کا ابھار معتبر نہیں۔“

(فتاوی رضویہ جلد11، صفحہ686، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

مفتی ابو الحسن محمد ھاشم خان عطاری

05رجب المرجب1442ھ/18فروری2021ء

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)

Dar-ul-ifta Ahl-e-sunnat

ریفرینس نمبر: Lar-8268　　بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　تاریخ: 22-01-2019

بیوی کو بے پردگی سے نہ روکنے والے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس کی بیوی غیر محرم مردوں سے بے پردہ ملتی ہو، اس طرح کہ سر اور کلائیاں کھلی ہوں اور ان کے ساتھ ہنسی مذاق کرتی ہو اور شوہر جاننے کے باوجود نہ روکتا ہو، تو ایسے شوہر کے بارے میں کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جس کی عورت بے پردگی کرتی ہو کہ بازو یا گلا یا پیٹ یا سر کے بال یا پنڈلی کا حصّہ غرض جس جسم کا چھپانا فرض ہے، غیر محرم کے سامنے کُھلا رکھے یا اس پر ایک باریک کپڑا ہو کہ بدن چمکتا ہو اور غیر محرم مردوں سے ہنسی مذاق کرتی ہو اور شوہر اس حالت پر مطلع ہو کر عورت کو اپنی حدِ مقدور تک نہ روکتا ہو، تو ایسا شخص سخت گناہ گار، فاسق و فاجر اور دیوث ہے، جس کے بارے میں احادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے: ”جس کی عورت بے ستر باہر پھرتی ہے کہ بازو یا گلا یا پیٹ یا سر کے بال یا پنڈلی کا حصّہ غرض جس جسم کا چھپانا فرض ہے، کُھلا ہوا ہے یا اس پر ایک باریک کپڑا ہو کہ بدن چمکتا ہو اور وہ اس حالت پر مطلع ہو کر عورت کو اپنی حدِ مقدور تک نہ روکتا ہو، بندوبست نہ کرتا ہو، وہ بھی فاسق و دیّوث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ثلثۃ لاید خلون الجنّۃ العاق لوالدیہ والدیوث ورجلۃ النساء۔ رواہ الحاکم والبیھقی بسند صحیح عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما۔ تین شخص جنت میں نہ جائیں گے۔ ماں باپ کو ایذا دینے والا اور دیّوث اور مردوں کی صورت بنانے والی عورت۔ اس کو حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند صحیح روایت کیا ہے۔ در مختار میں ہے: دیوث من لا یغار علی امرأته او محرمه۔ جو اپنی عورت یا اپنی کسی محرم پر غیرت نہ رکھے، وہ دیّوث ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج6، ص487، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مزید اسی میں ہے:" اور جس کی عورت بے پردہ نکلتی ہے۔ اسی طرح کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے، ان میں سے کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً سر کے بال یا بازو یا کلائی یا گلا یا پیٹ یا پنڈلی کا حصہ خواہ یُوں کہ ان مواقع پر کپڑا ہی نہ ہو یا ہو، تو باریک کہ ستر نہ کرسکے یا باہر نہیں نکلتی، مگر گھر میں غیر محرم بکثرت آتے جاتے ہیں اور وُہ ایسی ہی حالت میں رہتی ہے اور شوہر ان امور پر مطلع ہے اور منع نہیں کرتا، تو وہ خود دیوث ہے، فاسق ہے۔ فان الدیوث کما فی الحدیث و کتب الفقه کالدر وغیرہ من لا یغار علی اهله۔ حدیث اور کتب فقہ مثل در مختار وغیرہ کے مطابق دیّوث وہ شخص ہوتا ہے، جو اپنی بیوی پر غیرت نہیں کھاتا۔"

(فتاوی رضویہ، ج6، ص494، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

فتاوی رضویہ میں سوال ہوا کہ " یہاں کے مسلمان اپنی عورتوں کو پہاڑوں اور جنگلوں میں بھیجتے ہیں اور غیر محرم آدمیوں سے کلام اور ہنسی مذاق کرتی ہیں، بالکل ہی بے دریغ و بے پردہ ہے۔ حسبِ شریعت ان لوگوں پر کیا حکم ہے؟ تو جواباً امام اہلِ سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے فرمایا:" یہ لوگ دیوث ہیں اور دیوث کو فرمایا کہ اس پر جنت حرام ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج22، ص243، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مزید اسی میں ہے:" ہندوستان میں بہنوئی کہ باتباع رسومِ کفارِ ہند سالی بہنوئی میں ہنسی ہوا کرتی ہے۔ یہ بہت جلد شیطان کا دروازہ کھولنے والی ہے"

(فتاوی رضویہ، ج22، ص237، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

محمد ہاشم خان عطاری مدنی

15 جمادی الاولیٰ 1440ھ/22 جنوری 2019ء

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:sar-6303-b بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تاریخ:09-09-2018

جلوسِ میلاد اور ڈھول باجے

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جلوس میلاد، محفل پاک یا کسی اسلامی تقریب کے موقع پر ڈھول بجانا، آتش بازی کرنا، بینڈ باجے کا اہتمام کرنا اور خواتین کا بے پردہ ہو کر جلوس اور ایسی تقریبات میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جلوس میلاد اور دینی محافل کا انعقاد کرنا بہت اچھا کام ہے، لیکن اس میں ڈھول، بینڈ باجے، آتش بازی اور بے پردگی کرنا، ناجائز و گناہ ہے، جس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ان تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے، انہوں نے ہی ایسے بے ہودہ کاموں سے منع فرمایا ہے، لہٰذا ایسی خرافات سے دور رہتے ہوئے ہی ایسے نیک کاموں کا انعقاد کیا جائے۔

گانے بجانے کے آلات کے بارے میں بخاری شریف میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمروا لمعازف "ترجمہ: ضرور میری امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو عورتوں کی شرمگاہ کو (یعنی زنا) اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور گانے بجانے کے آلات کو حلال ٹھرائیں گے۔

(بخاری شریف، کتاب الاشربۃ ج2ص837، مطبوعہ کراچی)

آلات موسیقی کے بارے میں مسند امام احمد بن حنبل میں ہے: "عن ابي امامة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله بعثني رحمة للعالمين وهدى للعالمين، وامرني ربي بمحق المعازف والمزامير والاوثان والصلب "ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میرے رب نے مجھے دونوں جہانوں کے لئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھے گانے بجانے کے آلات، ہر طرح کے آلات، بت اور صلیب توڑنے کا حکم دیا ہے۔ **(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث ابو امامہ باھلی، ج36، ص640، مؤسسہ الرسالہ)**

گانے باجے اور آتش بازی کے متعلق اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ”آتشبازی جس طرح شادیوں اور شب برأت میں رائج ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تضیع مال ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا، قال اللہ تعالی (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:)﴿لا تبذر تبذیرا، ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ،وکان الشیطان لربہ کفورا﴾ترجمہ کنز الایمان: اور فضول نہ اڑا بیشک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:”ان اللہ تعالی کرہ لکم ثلثاقیل وقال واضاعۃ المال وکثرۃ السوال رواہ البخاری عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالی عنہ“ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے تمھارے لئے تین کاموں کو ناپسند فرمایا (1) فضول باتیں کرنا(2) مال کو ضائع کرنا(3) بہت زیادہ سوال کرنا اور مانگنا۔ امام بخاری نے اس کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی” ماثبت بالسنۃ “میں فرماتے ہیں:” من البدع الشنیعۃ ما تعارف الناس فی اکثر بلاد الھند من اجتماعھم للھو واللعب بالنار، واحراق الکبریت، مختصرا“ترجمہ: بری بدعات میں سے یہ اعمال ہیں جو ہندوستان کے زیادہ تر شہروں میں متعارف اور رائج ہیں جیسے آگ کے ساتھ کھیلنا اور تماشہ کرنے کے لئے جمع ہونا گندھک جلانا وغیرہ۔

اسی طرح یہ گانے بجانے کہ ان بلاد میں معمول ورائج ہیں بلاشبہ ممنوع وناجائز ہیں۔“

(فتاوی رضویہ، ج23، ص279تا280، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

ایک اور مقام پر بے پردگی کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں:”بے پردہ بایں معنی کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کچھ کھلا ہو جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جزء، تو اس طور پر تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے۔“ (فتاوی رضویہ، ج22، ص239تا240، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

28 ذو الحجۃ الحرام 1439ھ/09 ستمبر 2018ء

چراغاں دیکھنے کے لیے عورتوں کے آنے کا احتمال ہو، تو چراغاں کرنا چاہیے یا نہیں؟

ریفرنس نمبر: Lar 8085 تاریخ: 15-12-2018

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ماہ ربیع الاول میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں جو گلیاں اور بازار سجائے جاتے ہیں اور لائٹنگ کی جاتی ہے۔ عورتیں اسے دیکھنے آتی ہیں، جس سے بدنگاہی کا احتمال ہوتا ہے، لہٰذا اس مسئلے کی وجہ سے سجاوٹ چھوڑ دی جائے یا جاری رکھی جائے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سید المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کے مہینے ربیع الاول میں مسلمان بالخصوص اللہ تعالیٰ کے اس عمیم وعظیم فضل ورحمت کے حاصل ہونے پر بطور تشکر اظہار مسرت وتحدیث نعمت کے لیے مروّجہ جائز طریقے جیسے: لائٹنگ کرنا اور پھولوں کی لڑیوں وغیرہ سے گلی محلے سجانا وغیرہ اختیار کرتے ہیں، یہ امور بلاشبہ شرعاً جائز ومستحسن ہیں، جس پر قرآن وسنت اور علمائے امت سے کثیر دلائل موجود ہیں۔ رہی بات ان چند غیر شرعی باتوں کی کہ جو اس معاملے میں بعض جاہل اور ناسمجھ لوگوں کی طرف سے صادر ہوتی ہیں، جن میں سے بعض جگہوں پر بے پردہ عورتوں کا سجاوٹ دیکھنے آنا ہے، تو اس بنا پر وہ عمل کہ شریعت کی نظر میں مستحسن وخوب ہے، ہر گز ممنوع وناجائز نہ ہو جائے گا، بلکہ وہ اچھا عمل باقی رکھتے ہوئے اس میں پیش آنے والی خرابی اور پیدا ہو جانے والی خامی دور کی جائے گی۔ جیسا کہ ایک ادنیٰ فہم رکھنے والا شخص بھی اتنی سمجھ رکھتا ہے کہ مثلاً: شادی جو یقیناً ایک اچھا فعل ہے، اسے لوگوں کی جاہلانہ غیر شرعی رسوم کی وجہ سے حرام قرار نہیں دیا جائے گا، بلکہ اس میں پائی جانے والی ناجائز باتیں ہی ختم کرنے کا کہا جائے گا۔ اسی طرح عام فہم انداز میں بات سمجھانے کے لیے مثال دی جاتی ہے کہ کپڑے پر نجاست لگ جائے، تو کپڑا نہیں پھاڑا جائے گا، بلکہ صرف نجاست دور کی جائے گی اور بہت موٹی عقل والے کو بھی یہ موٹی سی مثال ضرور سمجھ آ سکتی ہے کہ ناک پر مکھی بیٹھتی ہو، تو خواہ کتنی ہی بار ایسا کرنا پڑے، مکھی ہی اڑائی جائے گی، ناک ہر گز نہیں کاٹیں گے، لہٰذا سوال میں مذکورہ صورت میں بھی ان عورتوں کے وہاں آنے کے سد باب کے لیے ممکنہ ضروری اقدامات کیے جائیں اور اپنا یہ اچھا عمل جاری رکھتے ہوئے اسے حتی الامکان غیر شرعی باتوں سے بچایا جائے۔

ایک موقع پر عورتوں مردوں کا اختلاط ہونے پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے عورتوں کو مردوں سے پیچھے اور ایک سائیڈ پر رہ کر مردوں سے اختلاط سے منع فرمادیا۔ چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے: ”عن حمزة بن أبي أسيد الأنصاري عن أبيه، أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: وهو خارج من المسجد فاختلط الرجال مع النساء في الطريق، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم للنساء: استأخرن، فإنه ليس لكن أن تحققن الطريق عليكن بحافات الطريق فكانت المرأة تلتصق بالجدار حتى إن ثوبها ليتعلق بالجدار من لصوقها به “یعنی روایت ہے حضرت ابو اُسید انصاری سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ مسجد سے نکل رہے تھے، تو راستے میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو گیا، تو عورتوں سے فرمایا: تم پیچھے رہو تمہیں یہ درست نہیں بیچ راستے میں چلو، تم راستے کے کنارے اختیار کرو، پھر عورت دیواروں سے مل کر چلتی تھی، حتی کہ اس کا کپڑا دیوار سے اُلجھتا تھا۔ (سنن ابی داؤد، جلد4، صفحہ 369، مکتبہ عصریہ، بیروت)

امیر اہلسنت علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: ”چَراغاں دیکھنے کے لیے عورتوں کا اَجنبی مردوں میں بے پردہ نکلنا حرام و شَرمناک، نیز باپردہ عورتوں کا بھی مُروّجہ انداز میں مَردوں میں اختلاط (یعنی خَلط مَلط ہونا) انتہائی افسوس ناک ہے۔“ (صبح بہاراں، صفحہ 23، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے والد گرامی رئیس المتکلمین، خاتم المحققین، علامہ مفتی **نقی علی خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن اپنی کتابِ لاجواب "اصول الرشاد" کے پانچویں قاعدے کے بیان میں فرماتے ہیں: ”فعلِ حسن مقارنت و مجاورتِ فعل قبیح سے، اگر حسن اس کا اس کے عدم سے مشروط نہیں، مذموم و متروک نہیں ہو جاتا، حدیثِ ولیمہ میں (جس میں طعامِ ولیمہ کو شرّ الطعام فرمایا) قبولِ ضیافت کی تاکید اور انکار پر اعتراضِ شدید ہے۔ ردالمحتار میں درباب زیارت قبور لکھا ہے: قال ابن حجر في فتاواه: ولا تترك لما يحصل عنده من المنكرات والمفاسد؛ لأن القربة لا تترك لمثل ذلك، بل على الإنسان فعلها وإنكار البدع بل و إزالتها إن أمكن. قلت: يؤيده ما مر من عدم ترك اتباع الجنازة، و إن كان معها نساء نائحات، انتهى ملخصاً (یعنی امام ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاوی میں فرمایا: اچھا عمل اس کے ساتھ ناجائز و خرابی والی باتیں واقع ہونے کی وجہ سے نہیں چھوڑا جائے گا کہ ایسی باتوں کے سبب نیکی نہیں چھوڑی جاتی، بلکہ انسان کے اوپر لازم ہے کہ وہ یہ کام کرے اور اس میں درپیش آنے والی بدعتوں کا انکار بلکہ ممکن ہو تو ازالہ کرے۔ میں کہتا ہوں: ان کے اس قول کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے جو پیچھے گزری کہ جنازے کے ساتھ جانا ترک نہ کیا جائے، اگرچہ اس کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورتیں ہوں۔ امام ابن حجر کی بات تلخیص کے طور پر مکمل ہوئی)۔“ (اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد، صفحہ 146، مکتبۃ برکات المدینہ، کراچی)

مزید فرمایا: ”اصل اس باب میں یہ ہے کہ مستحسن کو مستحسن جانے اور قبیح کی ممانعت کرے۔ اگر قادر نہ ہو، اسے مکروہ سمجھے۔ ہاں اگر عوام کسی مستحسن کے ساتھ ارتکاب امرِ ناجائز کا لازم ٹھہرالیں اور بدون اس کے اصلِ مستحسن کو عمل ہی میں نہ لائیں،

تو بنظرِ مصلحت حکّامِ شرع کو اصل کی ممانعت و مزاحمت پہنچتی ہے۔ اسی نظر سے بعض علمانے ایسے افعال کی ممانعت کی ہے، لیکن چونکہ اس زمانہ میں خلق کی امور خیر کی طرف رغبت اور دین کی طرف توجہ نہیں اور مسائل کی تحقیق سے نفرتِ کلّی رکھتے ہیں، نہ کسی سے دریافت کریں، نہ کسی کے کہنے پر عمل کرتے ہیں۔ ولہذا اکثر افعال خرابیوں کے ساتھ واقع ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ان کو چھوڑ دینے سے باک نہیں رکھتے۔ **اب اصل کی ممانعت ہی خلاف مصلحت ہے۔ ولہذا علمائے دین نے ایسے امور کی ممانعت سے بھی (کہ فی نفسہ خیر اور بسبب بعض عوارضِ خارجیہ کے مکروہ ہوگئے) منع فرمایا،** کما مر من الدر المختار: أما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل أصلاً، لقلۃ رغبتھم فی الخیرات (یعنی جیسا کہ درمختار کے حوالے سے گزرا کہ نیک کاموں میں رغبت کی کمی واقع ہونے کے سبب اب عوام کو تکبیریں کہنے اور نفل ادا کرنے سے بالکل منع نہ کریں گے) اور اسی نظر سے بحر الرائق میں لکھا: کسالی القوم إذا صلوا الفجر وقت الطلوع لا ینکر علیھم، لأنھم لو منعوا یترکونھا أصلاً، ولو صلوا یجوز عند أصحاب الحدیث، وأداء الجائز عند البعض أولی من الترک أصلاً (یعنی قوم کے سست لوگ اگر طلوع آفتاب کے وقت نماز فجر ادا کریں، تو انہیں منع نہ کیا جائے، اس لئے کہ اگر انہیں منع کیا گیا، تو وہ بالکل ہی چھوڑ دیں، جبکہ اگر پڑھیں تو محدثین کے نزدیک جائز ہے، تو بعض کے نزدیک جائز بات پر عمل بالکل چھوڑ دینے سے بہتر ہے)۔ دیکھو ان اطبائے قلوب نے خلق کے مرضِ باطنی کو کس طرح تشخیص اور مناسب مرض کے کیسا عمدہ علاج تجویز کیا، جزاھم اللہ أحسن الجزاء، برخلاف اس کے نئے مذہب کے علما مسائل میں ہر طرح کی شدت کرتے ہیں اور مستحسنات ائمۂ دین، مستحباتِ شرعِ متین کو شرک و بدعت ٹھہراتے ہیں۔ تمام ہمت ان حضرات کی نیک کاموں کے مٹانے میں (جو فی الجملہ رونقِ اسلام کے باعث ہیں) مصروف ہے۔"

(اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد، صفحہ 148، مکتبۃ برکات المدینہ، کراچی)

واللہ أعلم عزوجل **ورسولہ أعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو رجا محمد نور المصطفی عطاری مدنی

07 ربیع الآخر 1440ھ/15 دسمبر 2018ء

الجواب صحیح

مفتی محمد ھاشم خان عطاری

عورت کا بلند آواز سے نعت پڑھنا کیسا؟

ریفرنس نمبر:pin 4008
تاریخ:19.08.2015

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میلاد شریف کی ایسی محافل جن میں صرف عورتیں ہی شریک ہوتی ہیں، ان میں عورتیں اتنی بلند آواز سے تلاوتِ قرآن مجید، نعت اور بیان کر سکتی ہیں کہ ان کی آواز محفل سے باہر غیر محرم مردوں تک جائے یا نہیں کر سکتیں؟ وضاحت فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سب سے پہلے یہ بات یادرہے کہ نبی اکرم رسول محتشم محبوبِ ربِّ اکبر عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کامیلاد منانا کثیر برکات وحسنات کا موجب ہے۔اس کی فضیلت وبرکت قرآن پاک سے بھی خوب ظاہر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اپنی رحمت وفضل پر خوشی منانے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:﴿ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ﴾ترجمہ کنز الایمان:"تم فرماؤ:اللہ عزوجل ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں،وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔" (پارہ11،سورۂ یونس،آیت 58)

اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل اپنی رحمت پر خوشی منانے کا حکم ارشاد فرمارہا ہے اور بلاشک وشبہ حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بناکر بھیجا اور ان کے مبعوث فرمانے پر احسان بھی جتلایا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام جہانوں کے لیے رحمت ہونے کے بارے میں اللہ رب العزت کا فرمانِ ذیشان ہے:﴿ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ترجمہ کنزالایمان :"اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا، مگر رحمت سارے جہاں کے لیے۔" (پارہ17،سورۃ الانبیاء،آیت107)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا ﴾ترجمہ: کنزالایمان:"بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔" (پارہ4،سورۂ آل عمران،آیت164)

پہلی آیت کریمہ میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رحمت ہونے اور دوسری میں نعمت ہونے کا ذکر ہے۔ پھر جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم رحمت ونعمت ہیں، توان کا میلاد منانایعنی ان کے فضائل میں محافل کا اہتمام کرنا، اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار وچرچا کرنا ہے اور خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اظہارِ نعمت اور اس کا چرچا کرنے کا حکم ارشاد فرمایاہے: چنانچہ قرآن مجید میں ہے:﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ترجمہ کنز الایمان :"اور اپنے رب کی نعمت کاخوب چرچا کرو۔" (پارہ30،سورہ والضحی،آیت11)

پھر حضور علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کا میلاد منانا ایسی عظمت وفضیلت والاکام ہے کہ اس کی برکتیں نہ صرف مسلمانوں، بلکہ کافروں کو بھی پہنچتی ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے:"ثویبة مولاة لأبی لهب كان أبو لهب أعتقها، فأرضعت النبی صلی اللہ علیه وسلم، فلما مات أبو لهب أريه بعض أهله بشر حيبة، قال له: ماذا لقيت؟ قال أبو لهب: لم ألق بعد كم غير أنی سقيت فی هذه بعتاقتی ثويبة"ترجمہ: ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی۔ ابولہب نے اسے آزاد کر دیا اور اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دودھ پلایا، توجب ابولہب مرا، اس کے بعض گھروالوں نے اسے بُرے حال میں دیکھا۔ اس نے ابولہب سے کہا کہ تم نے (ہم سے جدا ہونے کے بعد) کیاپایا؟ ابولہب نے کہا: تمہارے بعد میں نے کوئی بھلائی نہیں پائی، سوائے اس کے کہ مجھے اس انگلی سے ثویبہ لونڈی کو آزاد کرنے کے بدلے میں پانی پلایا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری، جلد2،ص270،مطبوعہ لاھور)

صحیح بخاری کی اس روایت کے تحت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"اس حدیث میں میلاد شریف والوں کے لیے حجت ہے کہ جو تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شبِ ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ باوجودیکہ ابولہب کافر تھا اور اس کی مذمت قرآن میں نازل ہو چکی ہے، جب اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میلاد کی خوشی کی اور اس نے اپنی باندی کو دودھ پلانے کی خاطر آزاد کر دیا، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے حق تعالیٰ نے اسے اس کا بدلہ عنایت فرمایا۔"

(مدارج النبوۃ، جلد2ص34، مطبوعہ ضیاء القرآن، کراچی)

نیز جہاں تک عورتوں کا میلاد کی محافل ومجالس میں نعتیں، بیانات وقرآن پاک پڑھنے کی بات ہے، توان کا میلاد و دیگر ذکرواذکار کی محافل منعقد کرنا بھی جائز وموجبِ اجر وثواب ہے، لیکن اس میں اس بات کالحاظ رکھاجائے کہ عورت کی آواز نامحرموں تک نہ جائے، ورنہ یعنی اگر عورت کی آواز اتنی بلند ہو کے غیر محرموں کواس کی آواز پہنچے گی، تو اس

کا اتنی بلند آواز سے پڑھنا ناجائز و گناہ ہو گا، خواہ اس کا یہ پڑھنا گلی میں ہو یا کھلے کمرے یا کسی اور جگہ کہ عورت کی خوش الحانی اجنبی سنے، محل فتنہ ہے اور اسی وجہ سے ناجائز ہے۔ چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: " ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے اور عورت کی خوش الحانی کہ اجنبی سنے محل فتنہ ہے۔" (فتاوی رضویہ جلد 22، ص 240، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: " عورت کا خوش الحانی سے بآواز ایسا پڑھنا کہ نامحرموں کو اس کے نغمہ کی آواز جائے، حرام ہے۔ نوازل امام فقیہ ابو اللیث میں ہے: "نغمۃ المرأۃ عورۃ "یعنی عورت کا خوش آواز کر کے کچھ پڑھنا عورت یعنی محلِ ستر ہے۔

کافی امام ابو البرکات نسفی میں ہے: " لا تلبی جھراً لان صوتھا عورۃ "یعنی عورت بلند آواز سے تلبیہ نہ پڑھے، اس لیے کہ اس کی آواز قابلِ ستر ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 22، ص 242، رضا فاؤنڈیشن لاھور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح
مفتی محمد قاسم عطاری

کتبـــــــــــــــــــہ
المتخصص فی الفقہ الاسلامی
عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ
03 ذو القعدۃ الحرام 1436ھ 19 اگست 2015ء

عورت کی میت کو تابوت میں رکھ کر دفن کرنا کیسا؟

ریفرنس نمبر: Aqs- 2527 تاریخ: 12-10-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت کی میت کو تابوت میں رکھ کر دفن کرنے کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ کیا ایسا کر سکتے ہیں، چاہے زمین کی نرمی وغیرہ کی وجہ سے اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

عورت کا معاملہ زندگی میں اور موت کے بعد بھی ستر یعنی پردے کا ہوتا ہے، لہذا مسلمان عورت کی میت کو کسی ضرورت کے بغیر بھی تابوت یعنی لکڑی یا پتھر وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کر سکتے ہیں، بلکہ فقہائے کرام نے عورت کی میت کو تابوت میں دفن کرنے کو مستحسن یعنی اچھا عمل قرار دیا ہے، کیونکہ اس طرح اسے چھونے سے بھی بچا جائے گا اور اگر کبھی خدانخواستہ بارش کی کثرت یا کسی اور وجہ سے قبر کھل جائے اور میت ظاہر ہو جائے، تو عورت کا پردہ بھی باقی رہے گا۔ تابوت میں دفنانے کی صورت میں بہتر یہ ہے کہ اس کے اندر مٹی بچھا دیں اور اندر ہی سیدھی و الٹی طرف کچی اینٹیں لگا دیں اور ڈھکن کو نیچے کی طرف سے مٹی سے لیپ دیں، تاکہ اندر کا حصہ قبر جیسا ہو جائے۔ نیز اگر عورت کی میت تابوت میں نہ ہو، تو اس کے جنازے کی چارپائی کو اور پھر قبر میں اتارتے ہوئے تختے لگانے تک قبر کو کسی چادر یا کپڑے وغیرہ سے ڈھکے رہنا مستحب ہے، تاکہ عورت

کی میت کا غیر مردوں سے پردہ برقرار رہے۔

نوٹ : مسلمان مرد کی میت کو بلا ضرورت تابوت میں دفن کرنا، مکروہ و ممنوع ہے، لیکن اگر ضرورت ہو، مثلاً: قبر کی مٹی نرم ہو یا اس زمین میں پانی ہو، تو صرف ایسی ضرورت کے وقت مرد کو تابوت میں دفن کرسکتے ہیں۔

میت کو تابوت میں دفنانے اور عورت کی قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپانے سے متعلق

تنویر الابصار و در مختار میں ہے: ”(لا باس باتخاذ تابوت) ولو من حجر او حدید (له عند الحاجة) کرخاوة الارض (ویفرش فیه التراب ۔۔۔ ویسجی قبرها لا قبره) الا لعذر کمطر، ملخصا“ ترجمہ: مرد کی میت (کو دفن کرنے) کے لیے ضرورت، مثلاً: زمین نرم ہونے کی صورت میں تابوت کے استعمال میں حرج نہیں ہے، اگرچہ وہ پتھر یا لوہے کا ہو اور سنت یہ ہے کہ اس میں مٹی بچھا دی جائے اور عورت کی قبر کو ڈھانپا جائے، مرد کی قبر کو نہیں، سِوائے مجبوری کے مثلاً: بارش کی وجہ سے۔

رد المحتار میں ہے: ”قوله (لا باس باتخاذ تابوت الخ) ای: یرخص ذلک عند الحاجة والا کره، قال فیه الحلبة: نقل غیر واحد عن الامام ابن الفضل انه جوّزه فی اراضیهم لرخاوتها، وقال: لکن ینبغی ان یفرش فیه التراب وتطین الطبقة العُلیا مما یلی المیت ویجعل اللبن الخفیف علی یمین المیت و یساره لیصیر بمنزلة اللحد۔۔۔ قوله (له) ای: للمیت کما فی البحر اوللرجل، ومفهومه انه لا باس به للمرأة مطلقا، وبه صرح فی شرح المنیة فقال: وفي المحیط: واستحسن مشائخنا اتخاذ التابوت للنساء، یعني ولو لم تکن الأرض رخوة فإنه أقرب إلی الستر والتحرز عن مسها عند الوضع في القبر اھ ۔۔۔ قوله (ویسجی قبرها) أي بثوب ونحوه استحبابا

حال إدخالها القبر حتى يسوى اللبن على اللحد، كذا في شرح المنية والإمداد ، ملخصا "ترجمہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا قول (تابوت کے استعمال میں حرج نہیں) یعنی: ضرورت کے وقت اس کی رخصت ہے، ورنہ مکروہ ہے۔ حلبہ میں کہا: امام ابنِ فضل رحمۃ اللہ علیہ سے کئی علما نے یہ بات نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے علاقوں میں زمین کے نرم ہونے کی وجہ سے اس (یعنی تابوت) کو جائز قرار دیا اور فرمایا: مناسب یہ ہے کہ اس میں مٹی بچھا دی جائے اور اوپر کا میت کی طرف والا حصہ مٹی سے لیپ دیا جائے اور میت کے سیدھی اور الٹی طرف کچھ کچی اینٹیں لگا دی جائیں، تاکہ وہ قبر کے قائم مقام ہو جائے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا قول (اس کے لیے) یعنی میت کے لیے جیسا کہ بحر میں ہے یا مرد کے لیے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کے لیے تابوت میں مطلقا (یعنی کسی بھی صورت میں) حرج نہیں ہے اور شرحِ منیہ میں اس کی تصریح کرتے ہوئے فرمایا: اور محیط میں ہے: ہمارے مشائخ نے عورتوں کی میت کے لیے تابوت کے استعمال کو اچھا قرار دیا ہے یعنی اگرچہ زمین نرم نہ ہو، کیونکہ یہ پردے اور اسے قبر میں اتارتے ہوئے چھونے سے بچنے کے زیادہ قریب ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا قول (اور عورت کی قبر کو ڈھانپا جائے) یعنی کپڑے یا اس جیسی کسی چیز سے، یہ اسے قبر میں اتارتے وقت سے لے کر قبر پر اینٹیں برابر کر دینے تک مستحب ہے، اسی طرح شرحِ منیہ اور امداد میں ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، ج3، ص168، 165، مطبوعہ کوئٹہ)

تدفین ہو جانے تک عورت کی قبر کو ڈھکنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے جوہرہ نیرہ میں ہے:

"یسجی قبرها بثوب الی ان یسوی اللبن علیها **لان بدنها عورة فلا یؤمن ان ینکشف شیء منه حال انزالها فی القبر ولانها تغطی بالنعش لهذه العلة** ، ولا یسجی قبر الرجل کما لا یغطی سریره بالنعش "ترجمہ: عورت کی قبر کو اس پر اینٹیں برابر ہو جانے تک

کپڑے سے ڈھانپ کر رکھا جائے ، **کیونکہ اس کا جسم چھپانے کی چیز ہے اور اس بات سے مکمل اطمینان نہیں کہ اسے قبر میں اتارتے وقت اس میں کچھ کھل جائے اور ایسا اس لیے بھی کیا جائے، کیونکہ اس کی میت کو اسی وجہ سے تابوت سے ڈھانپا جاتا ہے** اور مرد کی قبر کو ڈھانپا نہ جائے، جیسے اس کی چارپائی کو بھی تابوت سے نہیں ڈھانپتے۔

(الجوهرة النيرہ، ج1، ص140، مطبوعہ کراچی)

محیطِ برہانی میں ہے:"قال محمد رحمه الله في الجامع الصغير: ويسجى قبر المرأة بثوب حتى يفرغ من اللحد، لأنها عورة من قرنها إلى قدمها، فربما يبدو شيء من أثر عورتها فيسجى القبر، ألا ترى أن المرأة خصت بالنعش على جنازتها، وقد صح أن قبر فاطمة سجي بثوب ونعش على جنازتها ولم يكن النعش في جنازة النساء حتى ماتت فاطمة رضي الله عنها، فأوصت قبل موتها أن تستر جنازتها، فاتخذوا لها نعشاً من جريد النخل، فبقي سنّة هكذا في جميع النساء۔۔۔ وإن كان رجلاً لا يسجى قبره۔۔۔ إلا لضرورة۔۔۔ وتاويل قبر سعد بن معاذ انه انما سجى قبره لا ن الكفن كان لا يستر بدنه، فسجى قبره حتى لا يقع الاطلاع على شیء من اعضاءه، ملخصا "ترجمہ: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں فرمایا: اور عورت کی میت کو قبر مکمل ہو جانے تک کپڑے سے ڈھانپ کر رکھا جائے، کیونکہ وہ اپنے سَر سے لے کر پاؤں تک چھپانے کی چیز ہے، تو کہیں اس کی چھپانے کی کوئی جگہ ظاہر نہ ہو جائے، لہٰذا قبر کو ڈھانپ دیا جائے۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ جنازے کی چارپائی پر تابوت رکھنے کو عورت کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قبر کو کپڑے سے اور جنازے کی چارپائی کو تابوت سے ڈھانپا گیا تھا اور اور عورتوں کے جنازے میں تابوت نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء

رضی اللہ عنہا نے اپنے وصال کے وقت وصیت کی کہ ان کے جنازے کو ڈھانپ دیا جائے، تو لوگوں نے ان کے لیے کھجور کے پتوں سے ایک تابوت بنایا، تو یہ اسی طرح تمام عورتوں میں سنت کے طور پر باقی رہا اور مرد کی قبر کو ضرورت کے علاوہ ڈھانپا نہیں جائے گا اور حضرت سعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ کی قبر کو ڈھانپنے کی وجہ یہ تھی کہ کفن سے ان کا مکمل جسم چھپ نہیں رہا تھا، لہٰذا ان کی قبر کو ڈھانپا گیا، تاکہ ان کے جسم کے کسی حصے پر نظر نہ پڑے۔

(المحیط البرھانی، ج3، ص89،91، مطبوعہ ادراۃ القرآن، کراچی)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تابوت کہ میّت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں، یہ مکروہ ہے، مگر جب ضرورت ہو، مثلاً: زمین بہت تَر ہے، تو حرج نہیں اور اس صورت میں تابوت کے مصارف (اخراجات) اُس میں سے لیے جائیں، جو میّت نے مال چھوڑا ہے۔ اگر تابوت میں رکھ کر دفن کریں، تو سنت یہ ہے کہ اس میں مٹی بچھا دیں اور دہنے بائیں خام (کچی) اینٹیں لگا دیں اور اوپر کہگل (مٹی کی لپائی) کر دیں، غرض یہ کہ اندر کا حصہ مثل لحد کے ہو جائے اور لوہے کا تابوت مکروہ ہے اور قبر کی زمین نم ہو، تو دُھول (مٹی) بچھا دینا سنت ہے ۔۔۔ عورت کا جنازہ ہو، تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں ۔۔۔ عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے۔ ملخصا"

(بہارِ شریعت، حصہ4، ج1، ص845،843، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

27ربیع الاول 1445ھ/12اکتوبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

عورتوں کا باریک لان کے کپڑے پہننا کیسا؟

ریفرنس نمبر:Pin6532

تاریخ 22-06-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ آج کل مارکیٹ میں باریک لان کے کپڑے کثرت سے موجود ہیں خواتین یہ لان بڑے شوق سے پہنتی ہیں، حالانکہ ان کے باریک ہونے کی وجہ سے جسم کی رنگت ظاہر ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ خواتین کا ایسا باریک لباس پہننا شرعا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

انسان کے لئے لباس اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ بہت بڑی نعمت ہے، کہ اس کے ذریعے انسان پردہ اور زینت اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر کئی فوائد بھی حاصل کرتا ہے۔ اس نعمت اور اس کے بعض فوائد کا ذکر قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔ لہذا اسے خدا کا احسان سمجھتے ہوئے چاہئے کہ اس رب کریم کے رحمت و برکت والے دین ،اسلام کی تعلیم کے مطابق ہی اسے استعمال کریں اور ہر اس انداز اور طریقے سے بچیں جو خدا کی مرضی کے خلاف ہے، مگر افسوس کہ آج کل معاشرے میں جس طرح دیگر برائیاں دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہیں، وہیں لباس کے معاملے میں بھی فیشن یا معیار کے نام پہ شرعی احکام کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ لباس یا تو پورے ستر کو ڈھانپنے والا ہی نہیں ہوتا، بلکہ بازو، سینہ، گردن وغیرہ کھلے ہوتے ہیں یا اتنا باریک ہوتا ہے کہ جس سے جسم کی رنگت جھلکتی ہے یا اتنا تنگ اور چست ہوتا ہے کہ اس سے نسوانی اعضا کے ابھار واضح طور پر محسوس ہوتے ہیں۔ حالانکہ لباس کے معاملے میں اسلامی اصول بہت واضح ہے اور وہ یہ کہ عورت کا چہرے کی ٹکلی، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے علاوہ تمام بدن ستر میں داخل ہے یعنی عورت کے لئے غیر محرم کے سامنے بدن کے اتنے حصے کو چھپانا ضروری ہے اور فتنے کے خوف کی وجہ سے فی زمانہ عورت کو چہرے کے پردے کا بھی حکم ہے۔ لہذا عورت کا لباس ایسا ہونا چاہئے جو بدن کو اچھی طرح چھپا سکے اور ایسا لباس جو بدن کو نہ ڈھانپے یا بظاہر بدن کو تو ڈھانپ لے، لیکن اتنا

باریک ہو کہ جس سے بدن کی رنگت جھلکے یا باریک تو نہ ہو، لیکن اتنا چست اور تنگ ہو کہ جس سے اعضا کی ہیئت واضح طور پر معلوم ہو، تو ایسا لباس (سوائے شوہر کے) غیر محرم کے سامنے مطلقاً اور کئی صورتوں میں محارم کے سامنے پہننا بھی ناجائز اور گناہ ہے، جیسے محارم کے سامنے سرین یا رانوں کی ہیئت واضح ہو کیونکہ یہ لباس پردہ نہیں، بلکہ بے پردگی ہے اور ایسا لباس پہننے والی عورتوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھیں گی۔

اور بالخصوص وہ لباس جس سے اعضائے ستر (بدن کے وہ اعضا جنہیں چھپانے کا حکم ہے) مکمل چھپے ہوئے نہ ہوں یا بظاہر چھپے تو ہوں، لیکن کپڑا باریک ہونے کی وجہ سے جسم کی رنگت ظاہر ہو رہی ہو، تو ایسے لباس کی ایک بہت بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ اسے پہن کر اگر عورت نماز پڑھے اور اعضائے ستر میں سے کسی عضو کا چوتھائی حصہ ظاہر ہو تو نماز نہیں ہوگی، اگرچہ وہ تنہائی میں ہی نماز پڑھے، کیونکہ نماز کے لئے چھپانے کے حکم میں داخل حصہِ بدن چھپانا شرط ہے اور ان اعضا میں سے کسی عضو کا چوتھائی حصہ کھلا ہو یا کپڑا باریک ہونے کی وجہ سے اس عضو کی رنگت ظاہر ہو رہی ہو، تو ایسی حالت میں نماز شروع ہی نہیں ہوتی، بلکہ ذمہ پر باقی رہتی ہے، اس طرح اگر ہزار نمازیں بھی ادا کی ہوں، تو ان سب کو دوبارہ ادا کرنا فرض ہے۔ پس اس بات سے بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جو لباس دیگر خرابیوں کے ساتھ اللہ عزوجل کے حق کو پورا کرنے (نماز کی ادائیگی) میں بھی رکاوٹ بنتا ہو، وہ کس قدر بُرا لباس ہے؟ **لہذا عورت کا نماز اور اس کے علاوہ بھی باریک لان (جس سے بدن چمکے) یا ایسا کوئی بھی کپڑا پہننا، ناجائز و ممنوع ہے کہ جس سے شرعی پردہ نہ ہو سکے۔**

پھر فیشن اور برانڈ کے نام پر ایسے لباس بنانے اور بے حیائی کے گھٹیا سے گھٹیا حیا سوز مناظر کے ساتھ ان کی تشہیر کرنے والی اور کروانے والی کمپنیوں خصوصاً ایسے اشتہار دکھانے والے چینلز کو بھی اپنے طرزِ عمل پہ خوب غور کر لینا چاہئے کہ وہ دانستہ یا نادانستہ طور پر کفار اور شیطان کی خواہش کے مطابق اسلامی احکام و تعلیمات کے خلاف شیطانی و شہوانی کلچر عام کر کے مسلمانوں میں بے حیائی، عریانی اور بے پردگی کو فروغ دے رہے ہیں، حالانکہ ایسوں کے بارے میں قرآن پاک میں سخت وعید بیان کی گئی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ان الذین یحبون ان

تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاٰخرۃ﴾ ترجمہ: بیشک جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے، ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

(سورۃ النور، آیت 19)

اور بے حیائی پھیلانے کی مختلف صورتوں میں سے ایک حیا سے عاری لباس والے کلچر کو عام کرنا بھی ہے۔ لہذا اس میں مبتلا افراد کو سوچنا چاہیے کہ وہ بروزِ قیامت اپنے رب کو کیا منہ دکھائیں گے؟ اور قرآنِ کریم کے واضح احکام کے باوجود اس کلچر کو عام کرنے کا ان کے پاس کیا جواب ہو گا؟ یقیناً وہ اس کا جواب نہیں دے پائیں گے۔

لباس کے بارے میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰبنی اٰدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوٰاتکم وریشا﴾ ترجمہ کنز العرفان: اے آدم کی اولاد! بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا جو تمہاری شرم کی چیزیں چھپاتا ہے اور (ایک لباس وہ جو) زیب وزینت ہے۔

(پ 8، س الاعراف، آیت 26)

اور بے پردگی سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ﴿ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی﴾ ترجمہ کنز العرفان: اور بے پردہ نہ رہو جیسے پہلی جاہلیت کی بے پردگی۔

(پ 22، س الاحزاب، آیت 33)

اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: "(ایک قول یہ ہے کہ) اگلی جاہلیت سے مراد اسلام سے پہلے کا زمانہ ہے، اس زمانے میں عورتیں اتراتی ہوئی نکلتی اور اپنی زینت اور محاسن کا اظہار کرتی تھیں، تاکہ غیر مرد انہیں دیکھیں، لباس ایسے پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضا اچھی طرح نہ ڈھکیں۔"

(تفسیر صراط الجنان تحت ہذہ الاٰیہ، ج 8، ص 21، مطبوعہ، مکتبۃ المدینہ)

اور شرعی پردہ نہ کرنے والی عورتوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "صنفان من اھل النار لم ارھما:۔۔۔ نساء کاسیات، عاریات، ممیلات، مائلات، رءوسھن کاسنمۃ البخت المائلۃ، لا یدخلن الجنۃ ولا یجدن ریحھا وان ریحھا لیوجد من مسیرۃ کذا وکذا" ترجمہ

دوزخیوں کی دو جماعتیں ایسی ہیں، جنہیں میں نے (اپنے زمانے میں) نہیں دیکھا۔(میرے بعد والے زمانے میں ہوں گی۔ایک جماعت)ایسی عورتوں کی ہوگی جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی، لیکن حقیقت میں بے لباس اور ننگی ہوں گی، بے حیائی کی طرف دوسروں کو مائل کرنے اور خود مائل ہونے والی ہوں گی،ان کے سر ایسے ہوں گے، جیسے بختی اونٹوں کی ڈھلکی ہوئی کوہانیں ہوں، یہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو سونگھیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات۔۔الخ، ج3، ص1680، مطبوعہ، بیروت)

اس حدیثِ پاک کے تحت مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں ہے: "یسترن بعض بدنھن ویکشفن بعضہ اظھارالجمالھن وابرازالکمالھن وقیل: یلبسن ثوبا رقیقا یصف بدنھن وان کن کاسیات للثیاب للثیاب عاریات فی الحقیقۃ "ترجمہ: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے حسن وجمال اور بدن کے کمال کو ظاہر کرنے کی غرض سے کچھ بدن چھپا کر رکھیں گی اور کچھ بدن کھول کر اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ باریک کپڑے پہنیں گی، جس سے ان کا بدن جھلکے گا، اگرچہ یہ عورتیں بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی، لیکن حقیقت میں بے لباس اور ننگی ہوں گی۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج6، ص2302، مطبوعہ، دار الفکر، بیروت)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "عورت اگر نامحرم کے سامنے اس طرح آئے کہ اُس کے بال، گلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو یا لباس ایسا باریک ہو کہ ان چیزوں سے کوئی حصہ اُس میں سے چمکے، تو یہ بالاجماع حرام اور ایسی وضع ولباس کی عادی عورتیں فاسقات ہیں اور ان کے شوہر اگر اس پر راضی ہوں یا حسبِ مقدور بندوبست نہ کریں، تو دیوث ہیں۔"

(فتاوی رضویہ، ج6، 509تا510، مطبوعہ، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک مقام پہ ارشاد فرماتے ہیں: "نہ (لباس) خوب چست بدن سے سلے، کہ یہ سب وضع فساق ہے اور ساترِ عورت کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے، یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج22، ت162تا163، مطبوعہ، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "بعض عورتیں بہت باریک کپڑے پہنتی

ہیں مثلاآب رواں یا جالی یا باریک ململ ہی کا ڈوپٹا (دوپٹا)، جس سے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں۔۔اس حالت میں (ان کی طرف) نظر کرنا حرام اور ایسے موقع پر ان کو اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز۔"

(بہار شریعت، ج3، ص448، مطبوعہ، مکتبۃ المدینہ)

عورت کے لئے کن اعضاء کا پردہ ضروری ہے، اس بارے میں در مختار میں ہے:"(وللحرة)۔۔(جمیع بدنها حتی شعرها النازل فی الاصح (خلا الوجه والکفین)۔۔(والقدمین۔۔(وتمنع) المرأة الشابة (من کشف الوجه بین رجال)۔۔(لخوف الفتنة)"ترجمہ: چہرے کی ٹکلی، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے علاوہ، آزاد عورت کا تمام بدن، حتی کہ لٹکے ہوئے بال بھی سترِ عورت ہیں۔۔اور فی زمانہ خوفِ فتنہ کی وجہ سے مردوں کے سامنے جوان عورت کو اپنا چہرہ ظاہر کرنا بھی منع ہے۔

(در مختار، ج1، ص405تا406، مطبوعہ، دار الفکر، بیروت)

نماز میں سترِ عورت کے حوالے سے صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:"سترِ عورت ہر حال میں واجب ہے، خواہ نماز میں ہو یا نہیں۔۔اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لئے کافی نہیں، اس سے نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔ یونہی اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے، نماز نہ ہو گی۔ بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے، ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا جس سے ستر عورت نہ ہو سکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔۔اگر نماز شروع کرتے وقت عضو کی چوتھائی کھلی ہے، یعنی اسی حالت پر اللہ اکبر کہہ لیا، تو نماز منعقد ہی نہ ہوئی۔"

(بہارِ شریعت، ج1، ص479تا482، مطبوعہ، مکتبۃ المدینہ)

نوٹ: اس بارے میں مزید مفید معلومات حاصل کرنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب بنام "پردے کے بارے میں سوال وجواب" کا مطالعہ فرمائیں۔

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

30شوال المکرم1441ھ22جون2020ء

غیر محرم مرد و عورت کا میل جول رکھنا کیسا؟

1

ریفرنس نمبر: Sar 7620 تاریخ: 02-12-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اجنبی مرد و عورت کا ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا، میل جول رکھنا، ایک دوسرے کی تصاویر بنانا شرعاً کیسا؟ بالخصوص ایک جگہ ملازمت (Job) کرنے والے (Colleagues) اجنبی مرد و عورت کا ایسا کرنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اجنبی مرد و عورت کا آپس میں ہنسی مذاق کرنا، بے تکلفی کے ساتھ میل جول رکھنا اور ایک دوسرے کی تصاویر بنانا، سخت ناجائز و گناہ اور حرام ہے۔ یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام شرم و حیا کا درس دیتا ہے، رسول پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "الحیاء من الایمان" یعنی حیا ایمان سے ہے، نیز قرآن و حدیث میں واضح طور پر بد نگاہی و بے پردگی سے منع کیا گیا ہے، اِسی وجہ سے حکمِ شریعت یہ ہے کہ مرد، بلاضرورتِ شرعیہ غیر محرم عورت کے چہرے کو بھی نہیں دیکھ سکتا اور عورت کا سر کے بال، گلے، گردن، کلائی وغیرہ کا کوئی حصہ غیر محرم کے سامنے ظاہر کرنا یا ایسا باریک لباس پہن کر غیر محرم کے سامنے آنا، جس سے اِن اعضا کا کوئی حصہ چمکے، یہ حرام ہے اور فی زمانہ فتنے کی وجہ سے چہرے کا پردہ بھی لازم ہے۔

اور جہاں تک ملازمت کا تعلق ہے، تو شریعتِ مطہرہ عورت کو پانچ شرائط کے ساتھ ملازمت (Job) کرنے کی اجازت دیتی ہے، اگر اِن پانچ شرائط میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے، تو عورت کو نوکری کرنا ہرگز جائز نہیں۔ وہ شرائط یہ ہیں: (1) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصّہ چمکے (2) کپڑے تنگ و چُست نہ ہوں جو بدن کی ہیئت کو ظاہر کریں (3) بالوں، گلے، پیٹ، کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصّہ ظاہر نہ ہوتا ہو (4) کبھی نامحرم کے ساتھ تھوڑی دیر کے لیے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو (5) اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں فتنے کا خوف نہ ہو۔

لہٰذا سوال میں بیان کردہ اُمور سخت ناجائز و حرام ہیں اور ایسی جگہ عورت کا نوکری کرنا بھی جائز نہیں، بلکہ اُس پر لازم ہے کہ اوپر کی بیان کردہ شرائط کا خیال کرتے ہوئے، خلافِ شرع حرکات چھوڑ دے، ورنہ ایسی ملازمت فوراً چھوڑ دے، جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ و رسولِ پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نافرمانی والے کام کرنے پڑتے ہوں۔

اللہ پاک نے مردوں اور عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ ﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: ”مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، بیشک اللہ ان کے کاموں سے خبردار ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنی زینت نہ دکھائیں، مگر جتنا(بدن کا حصہ)خود ہی ظاہر ہے اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں۔“

(پارہ18، سورۃالنور، آیت30،31)

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ کے تحت امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نَسَفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:710ھ/1310ء) لکھتے ہیں:”الزينة ما تزينت به المرأة من حلي أو كحل أو خضاب والمعنى ولا يظهرن مواضع الزينة إذ إظهار عين الزينة وهي الحلي ونحوه مباح فالمراد بها مواضعها أو إظهارها وهي في مواضعها لاظهار مواضعها لاظهار أعيانها ومواضعها الرأس والأذن والعنق والصدور والعضدان والذراع والساق... إلا ما جرت العادة والجبلة على ظهوره وهو الوجه والكفان والقدمان ففي سترها حرج بين“ ترجمہ: زینت سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے عورت سجتی سنورتی ہے، جیسے زیور، سرمہ اور (جائز) کلر وغیرہ اور چونکہ محض زینت کے سامان کو دکھانا مباح ہے، اس لیے آیت کا معنی یہ ہے کہ مسلمان عورتیں اپنے بدن کے ان اعضا کو ظاہر نہ کریں جہاں زینت کرتی ہیں، جیسے سر، کان، گردن، سینہ، بازو، کہنیاں اور پنڈلیاں، البتہ بدن کے وہ اعضا جو عام طور پر ظاہر ہوتے ہیں، جیسے چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں، انہیں چھپانے میں چونکہ مشقت واضح ہے، اِس لیے ان اعضا کو ظاہر کرنے میں حرج نہیں۔ (لیکن فی زمانہ چہرہ بھی چھپایا جائے گا۔)

(تفسیرنسفی، سورۃالنور، آیت31، جلد2، صفحہ500، مطبوعہ دارالکلم الطیب، بیروت)

اور تفسیر صراط الجنان میں تفسراتِ احمدیہ کے حوالے سے منقول ہے: ”زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آیت میں مذکور حکم نماز کے بارے میں ہے (یعنی عورت نماز پڑھتے وقت چہرے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے علاوہ پورا بدن چھپائے۔ یہ حکم عورت کو) دیکھنے کے بارے میں نہیں، کیونکہ عورت کا تمام بدن عورت یعنی چھپانے کی چیز ہے۔ شوہر اور مَحرم کے سوا کسی اور کے لیے اس کے کسی حصہ کو بے ضرورت دیکھنا جائز نہیں اور علاج وغیرہ کی ضرورت سے بقدرِ ضرورت جائز ہے۔“

(صراط الجنان، جلد6، صفحہ620، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اور بے پردگی سے منع کرتے ہوئے اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:﴿ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى ﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: ”اور بے پردہ نہ رہو جیسے پہلی جاہلیت کی بے پردگی۔“ (پارہ22، سورۃالاحزاب، آیت33)

اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے:" (ایک قول یہ ہے کہ) اگلی جاہلیت سے مراد اسلام سے پہلے کا زمانہ ہے، اس زمانے میں عورتیں اتراتی ہوئی نکلتی اور اپنی زینت اور محاسن کا اظہار کرتی تھیں، تاکہ غیر مرد انہیں دیکھیں، لباس ایسے پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضا اچھی طرح نہ ڈھکیں۔"

(تفسیر صراط الجنان، جلد8، صفحہ21، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

شرعی پردہ نہ کرنے والی عورتوں کے بارے میں رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:" صنفان من اهل النار لم ارهما: . . . نساء كاسيات، عاريات، مميلات، مائلات، رءوسهن كاسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها وان ريحها ليوجد من مسيرة كذا و كذا" ترجمہ: دوزخیوں کی دو جماعتیں ایسی ہیں، جنہیں میں نے (اپنے زمانے میں) نہیں دیکھا۔ (میرے بعد والے زمانے میں ہوں گی۔ ایک جماعت) ایسی عورتوں کی ہو گی جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی، لیکن حقیقت میں بے لباس اور ننگی ہوں گی، بے حیائی کی طرف دوسروں کو مائل کرنے اور خود مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر ایسے ہوں گے، جیسے بختی اونٹوں کی ڈھلکی ہوئی کوہانیں ہوں، یہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو سونگھیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔

(الصحیح لمسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات۔۔الخ، جلد2، صفحہ213، مطبوعہ لاھور)

مذکورہ بالا حدیثِ پاک کے تحت علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1014ھ/1605ء) لکھتے ہیں:" يسترن بعض بدنهن ويكشفن بعضه اظهار الجمالهن وابراز الكمالهن وقيل: يلبسن ثوبا رقيقا يصف بدنهن وان كن كاسيات للثياب عاريات فى الحقيقة" ترجمہ: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے حسن و جمال اور بدن کے کمال کو ظاہر کرنے کی غرض سے کچھ بدن چھپا کر رکھیں گی اور کچھ بدن کھول کر اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ باریک کپڑے پہنیں گی، جس سے ان کا بدن جھلکے گا، اگرچہ یہ عورتیں بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی، لیکن حقیقت میں بے لباس اور ننگی ہوں گی۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، جلد7، صفحہ77، مطبوعہ کوئٹہ)

عورت کا بدن چھپانے کی چیز ہے، چنانچہ جامع ترمذی میں ہے:" عن عبد الله، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: المرأة عورة" ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: عورت (تمام کی تمام) چھپانے کی چیز ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات، جلد1، صفحہ351، مطبوعہ لاھور)

مردوں کو اجنبی عورتوں کے پاس جانے کی ممانعت کے متعلق حدیث پاک میں ہے:" عن عقبة بن عامر، أن رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ایاکم والدخول علی النساء" ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔

(شعب الایمان، تحریم الفروج، جلد 7، صفحہ 309، مکتبۃ الرشد، الریاض)

اور مرد کے اجنبی عورت کو دیکھنے کے متعلق علامہ بُرہان الدین مَرغینانی رَحمۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 593ھ/1196ء) لکھتے ہیں: "ولا یجوز ان ینظر الرجل الی الاجنبیۃ" ترجمہ: مرد کا اجنبی عورت کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے۔

(الھدایہ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الوطء والنظر والمس، جلد 4، صفحہ 368، مطبوعہ دار احیاء التراث العربي، بیروت)

عورت کے بے پردگی کرنے کا حکم بیان کرتے ہوئے سیّدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت الشاہ امام احمد رضا خان رَحمۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: "بے پردہ بایں معنی کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کچھ کھلا ہو، جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز، تو اس طور پر تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے، خواہ وہ پیر ہو یا عالم یا عامی جوان ہو، یا بوڑھا۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 239، 240، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

ایک اور مقام پر امامِ اہلِ سنّت رَحمۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: "لڑکیوں کا، اجنبی نوجوان لڑکوں کے سامنے بے پردہ رہنا بھی حرام۔" (ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 690، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

فی زمانہ عورت کا اجنبی مرد کے سامنے اپنا چہرہ چھپانا واجب ہونے کے متعلق حاشیہ ارشاد الساری میں النہایۃ فی شرح الہدایۃ کے حوالے سے ہے: "سدل الشیئ علی وجھھا واجب علیھا، دلت المسئلۃ علی ان المرأۃ منھیۃ عن اظھار وجھھا للاجانب بلاضرورۃ" ترجمہ: عورت کا اپنے چہرے پر کپڑا اڈالنا واجب ہے، یہ مسئلہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عورت کو بلاضرورت اجنبی لوگوں پر اپنا چہرہ کھولنا منع ہے۔

(حاشیۃ ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری، فصل فی احرام المرأۃ، صفحہ 162، مطبوعہ مکہ)

یونہی تنویر الابصار و درمختار میں ہے: "تمنع المراۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین رجال لخوف الفتنۃ" ملتقطاً ترجمہ: فتنہ کے خوف کی وجہ سے جوان عورت کا مَردوں کے سامنے چہرہ کھولنا منع ہے۔

(تنویر الابصار و درمختار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی ستر العورۃ، جلد 2، صفحہ 97، مطبوعہ کوئٹہ)

سیّدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت الشاہ امام احمد رضا خان رَحمۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: "اس طرح رفتہ رفتہ حاملانِ شریعت و حکمائے امت نے حکمِ حجاب دیا اور چہرہ چھپانا کہ صدرِ اول میں واجب نہ تھا واجب کر دیا۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 14، صفحہ 551، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

عورت کو مرد کے ساتھ بقدرِ ضرورت گفتگو کی اجازت ہے، نہ کہ بے تکلفی کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے کی، چنانچہ علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1252ھ/1836ء) لکھتے ہیں:" نجیز الکلام مع النّساء للأجانب ومحاورتھنّ عند الحاجة إلی ذلک، ولا نجیز لھنّ رفع أصواتھنّ ولا تمطیطھا ولا تلیینھا وتقطیعھا لما في ذلک من استمالة الرّجال إلیھنّ وَتحریک الشَھوَات منھم ومن ھذا لم تجز ان تؤذن المراة " ترجمہ:ہم وقتِ ضرورت اجنبی عورتوں سے کلام کو جائز سمجھتے ہیں، البتہ یہ جائز نہیں قرار دیتے کہ وہ اپنی آوازیں بلند کریں، گفتگو کو بڑھائیں، نرم لہجہ رکھیں یا مبالغہ کریں، کیونکہ اس طرح تو مردوں کو اپنی طرف مائل کرنا ہے اور ان کی شہوات کو ابھارنا ہے، اِسی وجہ سے تو عورت کا اذان دینا جائز نہیں۔

(ردالمحتارعلی الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب فی ستر العورۃ، جلد2، صفحہ97، مطبوعہ کوئٹہ)

عورت کے لیے ملازمت جائز ہونے کی شرائط بیان کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:" یہاں پانچ شرطیں ہیں:(۱) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چمکے۔(۲) کپڑے تنگ و چست نہ ہو جو بدن کی ہیأت ظاہر کریں۔(۳) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو۔(۴) کبھی نامحرم کے ساتھ کسی خفیف دیر کے لیے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔(۵) اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنہ فتنہ نہ ہو۔ یہ پانچ شرطیں اگر جمع ہیں، تو حرج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو (عورت کا نوکری کرنا) حرام۔"

(فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ248، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــہ

مفتی محمدقاسم عطاری

26ربیع الاخر 1443ھ/02دسمبر 2021ء

ریفرینس نمبر: Lhr 5426　　بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　تاریخ: 21.11.2015

عورتوں کا چراغاں دیکھنے کے لیے نکلنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر ہمارے گاؤں کی گلیوں اور بازاروں میں چراغاں کیا جاتا ہے، جس کو دیکھنے کے لیے 13اور14ربیع النور کو لوگ بازاروں اور گلیوں میں جمع ہوتے ہیں اور مرد و عورتوں کا جمِ غفیر ہوتا ہے۔ اس جمِ غفیر میں مرد و عورتوں کا اختلاط بھی ہوتا ہے۔ عورتوں میں بعض بے پردہ اور بعض باپردہ ہوتی ہیں۔ شرعی لحاظ سے یہ کیسا ہے؟ اگر درست نہیں ہے، تو عورتوں کو بھی ایسی سجاوٹ دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے، اس خواہش کو کیسے پورا کیا جائے؟

بسمِ اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عورتوں کا چراغاں دیکھنے کے لیے گھر سے بے پردہ نکلنا ناجائز وحرام ہے اور چونکہ اس جمِ غفیر میں مرد و عورت کا اختلاط بھی ہوتا ہے، لہٰذا باپردہ نکلنے کی بھی اجازت نہیں ہے اور اللہ اور اُس کے رسول نے ہمیں شریعت پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے، اپنی خواہش پر عمل کرنے کا نہیں فرمایا، لہٰذا حکمِ شریعت پر عمل کرنا چاہیے اور نفس کی جو خواہش شریعت کے خلاف ہو، اُس سے بچنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ وَ یَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ وَ لَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَ لۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِہِنَّ ۪ وَ لَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا لِبُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اٰبَآئِہِنَّ اَوۡ اٰبَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآئِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَخَوٰتِہِنَّ اَوۡ نِسَآئِہِنَّ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُنَّ اَوِ التّٰبِعِیۡنَ غَیۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡہَرُوۡا عَلٰی عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِہِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِہِنَّ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں، مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں، مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں، جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر، بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے، جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار۔ (پ18، سورۃ النور، آیت31)

صدرالافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی ﴿وَلَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِہِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِہِنَّ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یعنی عورتیں گھر کے اندر چلنے پھرنے میں بھی پاؤں اِس قدر آہستہ رکھیں کہ ان کے زیور کی

جھنکار نہ سُنی جائے۔ مسئلہ: اِسی لئے چاہئے کہ عورتیں باجے دار جھانجھن نہ پہنیں۔ حدیث شریف میں ہے: "اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس قوم کی دُعا نہیں قبول فرماتا، جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں۔" اس سے سمجھنا چاہئے کہ جب زیور کی آواز عدمِ قبولِ دُعا (یعنی دعا قبول نہ ہونے) کا سبب ہے، تو خاص عورت کی (اپنی) آواز (کا بِلا اجازتِ شرعی غیر مردوں تک پہنچنا) اور اس کی بے پردگی کیسی موجبِ غضبِ الٰہی (عزوجل) ہوگی؟ پردے کی طرف سے بے پروائی تباہی کا سبب ہے۔ (تفسیر احمدی وغیرہ)"

(تفسیر خزائن العرفان، سورۃ النور، ص656، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ابوداؤد شریف میں ہے: "عن حمزة بن أبی أسید الأنصاری عن أبیه أنه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: وهو خارج من المسجد فاختلط الرجال مع النساء فی الطریق فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم للنساء: استأخرن فانه لیس لکن أن تحققن الطریق علیکن بحافات الطریق فکانت المرأة تلتصق بالجدار حتی ان ثوبها لیتعلق بالجدار من لصوقها به"

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابو اُسید انصاری سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکل رہے تھے، تو راستہ میں مرد عورتوں کے ساتھ خلط ملط ہوگئے، تو عورتوں سے فرمایا: تم پیچھے رہو، تمہیں یہ حق نہیں، کیونکہ تمہارے لیے بیچ راستہ میں چلنا مناسب نہیں، تم راستہ کے کنارے اختیار کرو، پھر عورت دیواروں سے مل کر چلتی تھی حتی کہ اس کا کپڑا دیوار سے اُلجھتا تھا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی مشی النساء مع الرجال، ج4، ص369، مطبوعہ بیروت)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "بے پردہ بایں معنی کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے، ان میں سے کچھ کھلا ہو، جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز، تو اس طور پر تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے خواہ وہ پیر ہو یا عالم ہو یا عامی جوان ہو یا بوڑھا۔" **(فتاوی رضویہ، ج22، ص240، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)**

مفتی اعظم پاکستان مفتی وقارالدین علیہ رحمۃ اللہ المبین فرماتے ہیں: "بے حجابانہ طور پر عورتوں کا (گھر سے) نکلنا ناجائز وحرام ہے۔ اوران کے لئے سخت وعید ہے۔" **(وقارالفتاوی، ج3، ص148، بزم وقارالدین، کراچی)**

امیر اہلسنت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: "چراغاں دیکھنے کے لیے عورتوں کا اَجنبی مردوں میں بے پردہ نکلنا حرام وشرمناک، نیز باپردہ عورتوں کا بھی مروّجہ انداز میں مردوں میں اختلاط (یعنی خلط ملط ہونا) انتہائی افسوس ناک ہے۔" **(صبح بہاراں، ص23، مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــہ

محمد ہاشم خان عطاری مدنی

08صفر المظفر 1437ھ 21نومبر 2015ء

بالغہ بیٹی کا شفقت سے بوسہ لیا تو کیا حکم ہے؟

مجیب: مولانا شاکر صاحب زید مجدہ

مصدق: مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

فتوی نمبر: Sar:5205

تاریخ اجراء: 23 محرم الحرام 1438ھ/25 اکتوبر 2016ء

دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی بالغہ بیٹی کا دوسروں کی موجودگی میں رخسار پر بوسہ لیا، کیا زید کی بیوی اس پر حرام ہوگئی جبکہ زید کا حلفیہ بیان ہے کہ میں نے شفقت سے بوسہ لیا تھا نہ کہ نعوذ باللہ بری نیت سے لیا تھا۔ جو حکم شرع ہو واضح فرمائیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

دریافت کی گئی صورت میں زید کی بیوی اس پر ہر گز حرام نہیں ہوئی کیونکہ فقہائے اسلام نے والدین کا اپنی اولاد کے رخسار پر بوسہ لینے کو بوسہ رحمت قرار دیا ہے نہ کہ بوسہ شہوت، جیسا کہ والد نے حلفیہ بیان بھی دیا ہے اور اپنی بیٹی کے رخسار پر بوسہ رحمت لینے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

وَاللهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

بالغہ کا بغیر محرم کے سکول ٹرپ پر جانا کیسا

مجیب: مولانا محمد انس رضا عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-357

تاریخ اجراء: 19 جُمادَی الاُولٰی 1443ھ / 24 دسمبر 2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

میری بالغہ بیٹی سکول والوں کے ساتھ ٹرپ پہ جانا چاہتی ہے اور وہاں رات بھی رہیں گے تو ایسے سکول ٹرپ میں جانا کیسا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

جس جگہ ٹرپ جارہا ہے، اگر وہ آپ کی بستی کی آبادی سے تین دن کی مسافت (92 کلومیٹر) پر ہے اور آپ کی بیٹی بغیر کسی محرم کے جائے گی تو اس کا اتنے سفر پر بغیر محرم کے جانا ناجائز ہے بلکہ علماء کرام نے ایک دن کی مسافت (تقریبا ساڑھے تیس کلومیٹر) پر بھی بغیر محرم کے جانے سے منع فرمایا ہے۔ مزید یہ بھی ہے کہ سکول کی ٹرپ میں عموما مردوں اور عورتوں کا اختلاط، بے حیائی اور کئی ناجائز امور ہوتے ہیں لہذا اس طرح کی سکول ٹرپ میں جانے کی شرعا اجازت نہیں ہے۔

وَاللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہ اَعۡلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

برقع یا نقاب پہن کر ٹیلی ویژن پر نعت خوانی

مجیب: مولانا نوید چشتی صاحب زید مجدہ

مصدق: مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ ربیع الاول 1441ھ

دَارُالاِفْتَاءاَہْلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ کیا کوئی عورت برقع یا نقاب پہن کر ٹیلی ویژن پر نعت خوانی کر سکتی ہے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کے لیے نعت شریف پڑھنا جائز وموجبِ اجروثواب ہے،لیکن اس میں اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ عورت کی آواز نامحرموں تک نہ جائے، ورنہ یعنی اگر عورت کی آواز اتنی بلند ہوکہ غیر محرموں کواس کی آواز پہنچے گی تواس کااتنی بلندآواز سے پڑھناناجائز و گناہ ہوگا، خواہ اس کا یہ پڑھنا گھر میں ہو،محلے میں ہو، گلی میں ہو،کھلے کمرے میں ہو یا ٹیلی ویژن پر، کہ عورت کی خوش الحانی کہ اجنبی سُنے،محلِ فتنہ ہے اوراسی وجہ سے ناجائز ہے۔لہٰذا ٹیلی ویژن پرنعت پڑھنا عورت کے لیے مطلقاً نا جائز ہے، چاہے مکمل باپردہ رہ کر ہی کیوں نہ پڑھے، کیونکہ ٹیلی ویژن غیر محرم بھی دیکھتے اور سنتے ہیں اور ان تک بھی عورت کی خوش الحانی والی آواز پہنچتی ہے، ایسی صورت میں عورت کے لیے نعت پڑھنا جائز نہیں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بغیر آواز والی پازیب پہن کر نماز پڑھنا کیسا

مجیب: فرحان احمد عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-390

تاریخ اجراء: 30 ذوالحجۃ الحرام 1443ھ /30 جولائی 2022ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

عورتوں کا پازیب (پائل جو آواز پیدا نہ کرے) پہننا کیسا اور کیا یہ پہن کر نماز ادا ہو جائے گی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر پائل میں آواز ہی نہ ہو، تو اس کو پہننا بھی جائز ہے اور اس میں نماز بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ بجنے والے زیور کے استعمال کے متعلق تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ” **بجنے والا زیور عورت کے لئے اس حالت میں جائز ہے کہ نامحرموں مثلاً خالہ ماموں چچا پھوپھی کے بیٹوں، جیٹھ، دیور، بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو نہ اس کے زیور کی جھنکار (یعنی بجنے کی آواز) نامحرم تک پہنچے۔** اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر... الخ (پارہ 18، النور: 31) اور فرماتا ہے: وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ط ترجمۂ کنز الایمان: زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار (پارہ 18، النور: 31) **فائدہ: یہ آیت کریمہ** جس طرح **نامحرم کو گہنے (یعنی زیور) کی آواز پہنچنا منع فرماتی ہے یونہی جب آواز نہ پہنچے (تو) اس کا پہننا عورتوں** کے لئے جائز بتاتی ہے کہ دھمک کر پاؤں رکھنے کو منع فرمایا نہ کہ پہننے کو۔“ (فتاوی رضویہ ملخصاً، جلد 22، صفحہ 127-128، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

جس واٹر پارک میں بے پردگی ہو وہاں جانا کیسا؟

فتوی نمبر: WAT-125

تاریخ اجراء: 27صفر المظفر1443ھ /05اکتوبر2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

نگاہوں کی حفاظت کرتے ہوئے واٹر پارک جانا کیسا ہے کہ جہاں بے پردہ عورتیں ہوتی ہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

اگر اس واٹر پارک یا سوئمنگ پول میں مردوں اور بے پردہ عورتوں کا اختلاط ہو، جس کے باعث جانے والا بھی اختلاط یا کم از کم بد نگاہی کا شکار ہو گا یا صرف مرد ہی نہاتے ہوں، لیکن گھٹنے، ناف وغیرہ اعضائے ستر کھلے ہوں، جس کے باعث بد نگاہی ہوتی ہو یا کوئی اور شرعی خرابی ہو مثلاً میوزک چل رہا ہو وغیرہ تو ایسے واٹر پارک یا سوئمنگ پول میں جانے اور نہانے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، البتہ جہاں کسی قسم کی کوئی شرعی خرابی نہ ہو، تو وہاں نہانے میں حرج نہیں ہو گا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

چند عورتوں کا مل کر بغیر محرم سفر کرنا

مجیب: عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ

فتوی نمبر: WAT-1511

تاریخ اجراء: 28 شعبان المعظم 1444ھ/21 مارچ 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

اگر کچھ عورتیں ہوں، تو کیا اب وہ بغیر محرم شرعی سفر کر سکتی ہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

اولاً یہ سمجھ لیجئے کہ کسی بھی عورت کے لئے شرعی مسافت یعنی تین دن کی راہ (تقریباً 92 کلو میٹر) کا سفر بغیر محرم/شوہر کے کرنا، ناجائز و گناہ ہے، اس سے کم سفر کرنا گناہ نہیں، لیکن بعض علماء خوفِ فتنہ کے پیشِ نظر احتیاطاً عورت کے لئے ایک دن کی راہ (تقریباً 30 کلو میٹر) بھی بغیر محرم طے کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

اس لئے اگر کسی بھی عورت کو شرعی مسافت طے کر کے کہیں جانا ہو، تو اس کا اکیلے یا دیگر خواتین کے ساتھ سفر کرنا، جائز نہیں، کیونکہ شرعی سفر کے لئے ضروری ہے کہ عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم ہو، اور اگر شرعی مسافت نہ بنتی ہو، لیکن جو سفر کرنا ہے، اس کی مسافت ایک دن کی راہ یعنی تقریباً 30 کلو میٹر یا اس سے زیادہ ہے، تو بغیر محرم اتنا سفر کرنا گناہ تو نہیں، لیکن احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ عورت شوہر یا بغیر کسی محرم اتنا سفر بھی کرنے سے بچے اور 30 کلو میٹر سے کم مسافت ہو، تو وہ یہ سفر اکیلے بھی طے کر کے جا سکتی ہے، جبکہ کسی قسم کے فتنے کا اندیشہ نہ ہو اور اس صورت میں بھی کوئی اور عورت ساتھ ہو، تو زیادہ بہتر ہے۔

وَاللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہ اَعۡلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

چھوٹے بچے یا بچی کے سِتر (پردہ) کا حکم

مجیب: ابو الحسن جمیل احمد غوری العطاری

فتوی نمبر: Web-380

تاریخ اجراء: 23 ذو الحجۃ الحرام 1443ھ / 23 جولائی 2022ء

دار الافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

پانچ سال کا بچہ یا بچی ہو، تو کیا اس کی شرمگاہ بھی چھپانا لازم ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

نابالغ بچہ مکلف نہیں، مگر اس کے گھر والوں کو حکم ہے کہ بچے جب بڑے ہو جائیں، تو ان کی شرمگاہ کو چھپائیں۔ پانچ سال کا بچہ یا بچی ہے، تو اس کو بھی ستر کروایا جائے تاکہ شرم و حیا بچپن ہی سے پیدا ہو۔

بہار شریعت میں ہے: بہت چھوٹے بچے کے لیے عورت نہیں یعنی اس کے بدن کے کسی حصہ کا چھپانا فرض نہیں، پھر جب کچھ بڑا ہو گیا تو اس کے آگے پیچھے کا مقام چھپانا ضروری ہے۔ (بہار شریعت، جلد 3، صفحہ 442، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا اپنے غیر محرم پیرو مرشد سے پردہ

مجیب: مولانا عبدالرب شاکر صاحب زید مجدہ

مصدق: مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ اکتوبر/نومبر 2018

دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا جوان عورت بال، کلائیاں اور چہرہ کھول کر اپنے غیر محرم پیر و مرشد کے سامنے آسکتی ہے یا نہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کا جس طرح نامحرم اجنبی شخص سے پردہ کرنا فرض ہے اسی طرح عورت کا اپنے نامحرم پیر و مرشد سے پردہ کرنا بھی فرض ہے کہ پردے کے معاملے میں دونوں کا حکم یکساں ہے، لہٰذا عورت کا بال یا کلائیاں کھول کر اپنے نامحرم پیر کے سامنے آنا حرام اور اسی طرح چہرہ کھول کر آنا بھی سخت منع ہے۔

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کے نوکری کرنے کی شرائط

مجیب: مفتی علی اصغر صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ اپریل 2018

دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ عورتوں کا نوکری کرنا کیسا ہے؟ کیا شریعتِ اسلامیہ عورتوں کو نوکری کرنے کی اجازت دیتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

شریعتِ اسلامیہ خواتین کو پانچ (05) شرائط کے ساتھ نوکری کرنے کی اجازت دیتی ہے، اگر ان پانچ شرائط میں سے ایک بھی شرط نہ پائی جائے تو عورت کو نوکری کرنے کی اجازت نہیں۔ وہ شرائط یہ ہیں: (1) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصّہ چمکے (2) کپڑے تنگ و چُست نہ ہوں جو بدن کی ہیئت ظاہر کریں (3) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصّہ ظاہر نہ ہوتا ہو (4) کبھی نامحرم کے ساتھ خفیف دیر کے لئے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو (5) اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں مظنّۂ فتنہ نہ ہو۔

لہٰذا اوّل تو ان پانچ شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے اور ان میں سے ایک بھی کم ہے تو عورتوں کا نوکری کرنا حرام ہے۔ ان پانچ شرائط کے ساتھ ساتھ سب سے اہم معاملہ ہے عورت کا مردوں سے فاصلہ بنائے رکھنا۔ اگر کوئی عورت برقعہ بھی پہن کر آجائے لیکن وہ مردوں سے بے تکلف ہو جائے تو خود کو فتنہ میں پڑنے سے روک نہیں سکتی۔ لہٰذا اجنبی مردوں سے بے تکلفی بالکل اختیار نہ کی جائے، نہ ہی اپنی زینت ان پر ظاہر کی جائے اور اگر کسی جگہ پر اس کی عزت پر ذرا بھی حرف آتا ہو تو اس سے حفاظت کی مکمل تدبیر کی جائے اور اگر حفاظت ممکن نہ ہو تو نوکری چھوڑنے کو ترجیح دی جائے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورتوں کا مائیک پر نعت خوانی کرنا

مجیب: مفتی فضیل صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ جنوری 2018

دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں کا مائیک پر خوش اِلحانی کے ساتھ اس طرح نعت خوانی وغیرہ محافل کا اِنعقاد کرنا کہ جس کی وجہ سے ان کی آواز غیر محرموں تک جاتی ہو، جائز ہے یا نہیں؟ بیان فرمادیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَهَّابِ اَللّٰھُمَّ هِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورتوں کا مائیک وغیرہ پر خوش اِلحانی کے ساتھ اس طرح نعت خوانی کرنا کہ ان کی آواز نامحرموں تک جاتی ہو ناجائز و حرام ہے کہ عورت کی خوش اِلحانی و ترنُّم والی آواز بھی عورت یعنی پردہ کی چیز ہے۔

سیّدی اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ”عورت کا خوش اِلحانی سے بآواز ایسا پڑھنا کہ نامحرموں کو اس کے نغمہ کی آواز جائے حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 22/242)

سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت سے سوال ہوا کہ عورتیں باہم گلا ملا کر مولود شریف پڑھتی ہیں اور ان کی آوازیں غیر مرد باہر سنتے ہیں تو اب ان کا اس طریقہ سے مولود شریف پڑھنا ان کے حق میں باعث ثواب کا ہے یا کیا؟ اس کے جواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کا اس طرح پڑھنا کہ ان کی آواز نامحرم سنیں، باعثِ ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 22/245)

وَاللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

لڑکا اور لڑکی کس عمر میں بالغ ہوتے ہیں؟

فتوی نمبر: WAT-45

تاریخ اجراء: 29 محرم الحرام 1443ھ / 07 ستمبر 2021ء

دار الافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

لڑکا اور لڑکی کس عمر میں بالغ ہوتے ہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

اسلامی سالوں کے اعتبار سے لڑکی کم سے کم 9 سال اور لڑکا 12 سال میں بالغ ہو سکتا ہے، اس عمر سے لے کر پندرہویں سال تک جب بھی علاماتِ بلوغت (یعنی احتلام، انزال، حیض وحمل وغیرہ) میں سے کوئی ظاہر ہو، تو بالغ ہو جائیں گے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہوئی، تو اسلامی سال کے اعتبار سے دونوں کی عمر جب 15 سال ہو گی، تو بالغ قرار پائیں گے۔

وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

لڑکے اور لڑکی کے بالغ ہونے کی عمر

مجیب: مولانا عابد الرب شاکر عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-622

تاریخ اجراء: 05 شعبان المعظم 1443ھ/09مارچ2022ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

لڑکا اور لڑکی کب بالغ ہوتے ہیں اور ان پر نماز کب فرض ہوتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

لڑکے میں بارہ سے پندرہ سال کی عمر کے درمیان اور لڑکی میں نو سے پندرہ سال کی عمر کے درمیان جب بھی علاماتِ بلوغ میں سے کوئی علامت پائی جائے تو ان کو بالغ مانا جائے گا۔یعنی لڑکے کو ہجری سن کے حساب سے 12 اور 15 سال کی عمر کے دوران جب بھی انزال ہوا یا سوتے میں احتلام ہوا یا اس کے جماع سے عورت حاملہ ہو گئی تو وہ اسی وقت بالغ ہو گیا اور اس پر غسل بھی فرض ہو گیا اور اگر ایسا کچھ نہ ہوا تو ہجری سن کے مطابق 15 سال کا ہوتے ہی بالغ ہے۔اسی طرح لڑکی اس وقت بالغ ہو گی جب 9 اور 15 سال کی عمر کے دوران اس کو احتلام ہو یا حیض آجائے یا حمل ٹھہر جائے، اور اگر ایسا کچھ نہ ہو تو وہ بھی 15 سال کی ہوتے ہی بالغہ ہے۔

اور لڑکا و لڑکی کے بالغ ہوتے ہی، ان پر نماز فرض ہو جائے گی، البتہ بچوں کو بچپن ہی سے نماز کی عادت ڈالنی چاہیے اور جب وہ سات برس کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیں اور دس سال کے ہو جائیں اور نہ پڑھیں تو مار کر پڑھوائیں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

لڑکی اور لڑکے کے بالغ ہونے کا وقت

مجیب: عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ

فتوی نمبر: WAT-910

تاریخ اجراء: 17ذیقعدۃ الحرام1443ھ /17جون2022ء

دار الافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

ایک لڑکی کو 12 سال کی عمر میں ماہواری آنا شروع ہوئی تھی، لیکن وہ 10 سال کی عمر میں ہی نقطہ عروج پر پہنچ گئی تھی، تو اس کے لئے بلوغت کا حکم کب سے عائد ہو گا؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

اولاً یہ سمجھ لیجئے کہ اسلامی سالوں کے اعتبار سے لڑکی کم سے کم 9 سال اور لڑکا 12 سال میں بالغ ہو سکتا ہے، اس عمر سے لے کر پندرہویں سال تک جب بھی علامات بلوغت (یعنی احتلام، انزال، حیض و حمل وغیرہ) میں سے کوئی ظاہر ہو، تو بالغ ہو جائیں گے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہوئی، تو اسلامی سال کے اعتبار سے دونوں کی عمر جب 15 سال ہو گی، تو بالغ قرار پائیں گے۔

سوال میں مذکور لڑکی کو اگر 9 سال عمر ہونے کے بعد بلوغت کی علامات (احتلام، انزال وغیرہ) میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہوئی بلکہ 12 سال کی عمر میں بلوغت کی پہلی علامت، ماہواری کی صورت میں ظاہر ہوئی تو پھر ماہواری آنے کے دن سے اسے بالغہ شمار کیا جائے گا۔

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

لڑکی کے لئے پردہ کس عمر سے لازم ہے؟

مجیب: مولانا محمد کفیل رضا عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-1247

تاریخ اجراء: 22 جمادی الاولی 1445ھ / 07 دسمبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

لڑکی کے لیے پردہ کس عمر سے لازم ہوتا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

بچی جب پندرہ سال کی ہو جائے تو اسے سب غیر محارم سے پردہ کرنا واجب ہے اور نو سال سے پندرہ سال تک اگر آثارِ بلوغ (یعنی بالغ ہونے کی علامات: حیض آنا یا احتلام ہونا یا حاملہ ہونا) ظاہر ہوں، تو بھی پردہ واجب ہے اور اگر آثارِ بلوغ ظاہر نہ ہوں، تو پردہ واجب تو نہیں ہے، البتہ مستحب ضرور ہے، خصوصاً بارہ سال کی ہو، تو بہت مؤکد (یعنی سخت تاکید ہے) کہ یہ بالغہ ہونے اور شہوت کے کمال تک پہنچنے کا قریبی زمانہ ہے۔ نو سال سے کم عمر کی لڑکی کے لیے اگرچہ پردے کا استحبابی حکم بھی نہیں، مگر بچی کی عادت بنانے کے لیے اسے پردے کے احکام و آداب پہلے سے ہی سکھانا و شوق دلانا چاہیے، تاکہ جب پردہ کرنے کی عمر کو پہنچے، تو بلا جھجک کر سکے، ورنہ ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ شروع سے کوئی تعلیم نہیں دیتے اور بچی بالغہ ہو جاتی ہے، تو پھر وہ والدین کی بات ماننے کو تیار نہیں ہوتی اور پردے سے بچنے کے لیے طرح طرح کے بہانے و عذر تراشتی ہے۔

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

لڑکیوں کا Youtube پر نعت پڑھنا کیسا؟

مجیب: مولانا ذاکر حسین عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-604

تاریخ اجراء: 29رجب المرجب1443ھ/03مارچ2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

آج کل جوان لڑکیاں پورے بناؤ سنگھار کے ساتھ You Tube پر آتی ہیں اور بے پردہ نعت شریف بلند آواز سے سناتی ہے کیا یہ شرعاجائز ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کا نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ ہونا، یوٹیوب پر ہو یا کسی اور جگہ پر بہر صورت ناجائز و گناہ ہے، اور عورت کے لیے نعت پڑھنے میں اس بات کا خیال رکھنا فرض ہے کہ اس کی آواز نامحرموں تک نہ جائے، ورنہ یعنی اگر عورت کی آواز اتنی بلند ہو کہ غیر محرموں کو اس کی آواز پہنچے گی، تو اس کا اتنی بلند آواز سے پڑھنا ناجائز و گناہ ہو گا، خواہ اس کا یہ پڑھنا گلی میں ہو یا کھلے کمرے یا کسی اور جگہ کہ عورت کی خوش الحانی اجنبی سنے، محل فتنہ ہے اور اسی وجہ سے ناجائز ہے۔اور یوٹیوب پر پڑھنے میں نامحرم تک آواز ضرور جائے گی لہذا اس پر عورت کا نعت پڑھنا جائز نہیں ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:"ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے اور عورت کی خوش الحانی کہ اجنبی سنے محل فتنہ ہے۔"(فتاوی رضویہ جلد22، ص240، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مرد اپنی محرم کے کن اعضا کو دیکھ سکتا ہے؟

مجیب: محمد بلال عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-1576

تاریخ اجراء: 23 رمضان المبارک 1444ھ/14 اپریل 2023ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

مرد کا محرم کے کن کن اعضاء کی طرف نظر کرنا، جائز ہے تفصیل کے ساتھ بیان کریں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اپنی محارم کے درج ذیل اعضاء کی طرف اس شرط کے ساتھ نظر کر سکتے ہیں کہ دونوں میں سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ وہ اعضاء یہ ہیں: کان، گردن، شانہ، چہرہ، سر، سینہ، پنڈلی، بازو، کلائی،، قدم۔ ہاں محارم کے سامنے بھی عورت کو ان مذکورہ اعضاء میں سے سینہ وغیرہ وہ اعضاء کہ جن کا کھولنا حیا کے خلاف ہے، ان کو چھپا کر ہی رکھنا چاہیے۔

بہار شریعت میں ہے: جو عورت اس کے محارم میں ہو اس کے سر، سینہ، پنڈلی، بازو، کلائی، گردن، قدم کی طرف نظر کر سکتا ہے، جبکہ دونوں میں سے کسی کی شہوت کا اندیشہ نہ ہو محارم کے پیٹ، پیٹھ اور ران کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے۔ (ہدایہ) اسی طرح کروٹ اور گھٹنے کی طرف نظر کرنا بھی ناجائز ہے۔ (ردالمحتار) کان اور گردن اور شانہ اور چہرہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔" (بہار شریعت، ج03، حصہ16، ص445، مکتبۃ المدینہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مرد کا نا محرم عورت سے بال کٹوانا

مجیب: ابوالفیضان عرفان احمد مدنی

فتوی نمبر: WAT-1627

تاریخ اجراء: 20 شوال المکرم 1444ھ/11 مئی 2023ء

دارالافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

کیا عورتوں کے ہاتھوں سے اپنے بال کٹوا سکتے ہیں۔؟ میں یہاں امریکہ میں ہوں۔ یہاں اکثر سیلون عورتیں ہی چلاتی ہیں۔

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

مرد کو نا محرم عورتوں سے بال کٹوانے کی شرعاً اجازت نہیں کہ اس میں غیر محرم کے اعضا کو بلا وجہ شرعی چھونا پایا جاتا ہے، جس کی شرعا اجازت نہیں۔ آپ یہاں ایسا سیلون تلاش کریں، جہاں مرد "باربر/Barber" ہو۔

المحیط البرہانی میں ہے "ولا تمس شيئا إذا كان أحدهما شابا في حد الشهوة، وإن أمنا على أنفسهما الشهوة فقد حرم المس "ترجمہ: عورت اجنبی مرد کے جسم کے کسی حصے کو نہ چھوئے جبکہ دونوں میں سے کوئی بھی جوان ہو، جسے شہوت ہو سکتی ہو، اگرچہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت پیدا نہیں ہو گی، پس ایسی صورت میں چھونا حرام ہے۔ (المحیط البرہانی، کتاب الاستحسان والکراھیۃ، ج 5، ص 331، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "عورت مرد اجنبی کے جسم کو ہر گز نہ چھوئے جبکہ دونوں میں سے کوئی بھی جوان ہو، اس کو شہوت ہو سکتی ہو، اگرچہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت نہیں پیدا ہو گی۔" (بہار شریعت، ج 3، حصہ 16، ص 443، مکتبۃ المدینہ)

وَاللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مسلمان لڑکی کا ائیر ہوسٹس بننا

مجیب: مولانا محمد نوید چشتی عطاری

فتوی نمبر: WAT-1923

تاریخ اجراء: 13 صفر المظفر 1445ھ / 31 اگست 2023ء

دار الافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

کیا مسلمان لڑکی ائیر ہوسٹس بن سکتی ہے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

عورت کے لئے فی زمانہ ایئر ہوسٹس کی نوکری کرنا، ناجائز و حرام ہے، کیونکہ اس میں بے پردگی، غیر محرم مردوں سے بلاوجہ شرعی اختلاط اور شرعی سفر (92 کلو میٹر یا اس سے زائد مسافت) محرم یا شوہر کے بغیر کرنا پڑتا ہے اور یہ ناجائز و حرام ہے۔

"پردے کے بارے میں سوال جواب" نامی کتاب میں ہے "سُوال: کیا ائیر ہوسٹِس کی نوکری جائز ہے؟

جواب: فی زمانہ ائیر ہوسٹِس کی نوکَری حرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے کیونکہ اِس میں بے پردَگی شَرط ہوتی ہے۔ نیز اُس کو بِغیر شوہر یا محرم کے غیر مردوں کے ساتھ سفر بھی کرنا پڑتا ہے۔" (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص 162، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَ اللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ناجائز دوستی میں دئیے جانے والے تحائف کا حکم

مجیب: محمد بلال عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-1220

تاریخ اجراء: 05ربیع الثانی1444ھ/01نومبر2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کسی عورت نے کسی غیر محرم مرد سے دوستی رکھی اور اس سے تحفے بھی لیتی رہی اب اس کو ہدایت نصیب ہوئی اس نے اس سے رابطہ ختم کر لیا اور تحفے بھی واپس کرنے چاہے لیکن اس مرد نے واپس لینے سے انکار کر دیا اب پوچھنا یہ ہے کہ ان تحفوں کا کیا کیا جائے کسی شرعی فقیر کو دے دیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں جو نامحرم دوست سے عورت کو تحفے ملے ان کی شرعی حیثیت رشوت کی ہے کیونکہ نامحرم دوستی میں ایک دوسرے کو جو چیز دیں وہ رشوت کہلاتی ہے اور رشوت کے طور پر جو چیز دی جائے شرعی طور پر لینے والا اس کا مالک نہیں بنتا بلکہ اس کا مالک وہی رہتا ہے جس کی وہ چیز تھی۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں عورت پر لازم ہے کہ جو تحفے لیے واپس کرے، صدقہ نہیں کر سکتی واپس کرنے کے لیے اس کے ہاتھ میں دینا ضروری نہیں بس کسی طرح، چاہے کسی اور کے ذریعے اس کے گھر اس کے قبضہ میں پہنچ جائے کافی ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نامحرم مردوعورت کاگلے ملنا

مجیب: مولانامحمدفرازعطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-1279

تاریخ اجراء: 07رجب المرجب1445ھ /19جنوری2024ء

دارالافتاءاہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

نامَحْرَم مرد اور نامَحْرَم عورت کا ایک دوسرے سے گلے ملنا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

نامحرم مرد اور نامحرم عورت کا ایک دوسرے سے گلے ملنا ناجائز و گناہ ہے۔

امامِ اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”بیشک جہاں خوفِ فتنہ ہو مثلاً عورت یا امرد خوبصورت سے معانقہ کرنا خصوصاً جبکہ بنظرِ شہوت ہو، تو اس صورت کی کراہت وعدمِ جواز میں کسی کو کلام نہیں۔“ (فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ253، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نامحرم میت کا چہرہ دیکھنے کا حکم

مجیب: ابواحمد محمد انس رضا عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-1082

تاریخ اجراء: 19 صفر المظفر 1444ھ/16 ستمبر 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

نامحرم میت کو دیکھ سکتے ہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مرد کو اجنبی مردہ عورت کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے البتہ شوہر اپنی بیوی کو دیکھ سکتا ہے چھو نہیں سکتا اور عورت کو اجنبی مردہ مرد کا منہ دیکھنا جائز ہے مگر یہ اُسی وقت جائز ہے جبکہ عورت کو یقینی طور پر فتنے کا اندیشہ نہ ہو اگر شک بھی ہو کہ دیکھنے سے شہوت پیدا ہو گی تو دیکھنے کی اجازت نہیں ہو گی۔

فتاوی رضویہ میں ہے "شوہر کو اپنی زنِ مردہ کا بدن چھونا، جائز نہیں، دیکھنے کی اجازت ہے۔ کما نص علیہ فی التنویر والدر وغیرھما۔ اجنبی کو دیکھنے کی بھی اجازت نہیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 9، صفحہ 138، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بیوی کے لیے شوہر کے چچا سے پردے کا حکم

مجیب: مولانا محمد شفیق عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-2091

تاریخ اجراء: 23 محرم الحرام 1444ھ / 22 اگست 2022ء

دار الافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

کیا بیوی پر اپنے شوہر کے چاچو سے پردہ فرض ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی ہاں، بیوی پر اپنے شوہر کے چاچو سے پردہ فرض ہے، کیونکہ شوہر کا چچا، بیوی کا محرم نہیں ہوتا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" إیاکم والدخول علی النساء، فقال رجل من الأنصار: یا رسول اللہ! أفرأیت الحمو؟ قال: الحمو الموت" ترجمہ: عورتوں کے پاس جانے سے بچو! تو انصار میں سے ایک آدمی نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم! حمو کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: حمو تو موت ہے۔

مذکورہ حدیث پاک کے تحت علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:" قال النووي: المراد من الحمو في الحدیث أقارب الزوج غیر آبائه وأبنائه لأنهم محارم للزوجة یجوز لهم الخلوة بها، ولا یوصفون بالموت. قال: وإنما المراد: الأخ وابن الأخ والعم وابن العم وابن الأخت ونحوهم ممن یحل لها تزوجه لو لم تکن متزوجة" ترجمہ: امام نووی نے فرمایا: حدیث پاک میں حمو سے، شوہر کے آباؤ اجداد اور بیٹوں کے علاوہ قریبی رشتے دار مراد ہیں کیونکہ یہ (آباؤ اجداد اور بیٹے) تو بیوی کے محرم ہیں، ان سے خلوت جائز ہے ان کو موت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ فرمایا یہاں دیور سے شوہر کا بھائی، شوہر کے بھائی کا بیٹا، شوہر کا چچا، شوہر کے چچا کا بیٹا، شوہر کی بہن کا بیٹا وغیرہ وغیرہ وہی افراد مراد ہیں جن سے اس کا نکاح حلال ہے جبکہ یہ شادی شدہ نہ ہوتی۔ (عمدۃ القاری، کتاب النکاح، ج20، ص213، دار إحیاء التراث العربي، بیروت)

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم